

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اٹھائیسوائی اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29 اکتوبر 2020ء بروز جمعرات بہ طابق 11 ریج الائل 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	وقفہ سوالات۔	4
3	تحریک التوانہ 1 پر بحث۔	27
4	مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات مجلس کی رپورٹ۔	42
5	توجہ دلاؤ نویں۔	45
6	رخصت کی درخواستیں۔	48
7	قرارداد نمبر 87 پر عام بحث۔	49
8	مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب محترمہ شاہینہ کا کڑ۔	56
9	اجلاس برخاشگی کے حوالے سے گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	57

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ 29 اکتوبر 2020ء بروز جمعرات بھطابن 11 رنچ الاول 1442 ہجری،
بوقت شام 5 بجھر 00 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان
صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جواب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُدْرِكُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفَّارِينَ وَأَعَدَ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ حَلِيلِينَ فِيهَا آبَدًا ۝
لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ
يَلْيَسْتَآ أَطَعْنَا اللَّهُ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزان آیات نمبر ۲۳ تا ۲۶﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - لوگ تجوہ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے
ہیں تو کہہ دے کہ اُسکا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ تجھے کیا خبر بہت ممکن ہے کہ قیامت بالکل ہی قریب
ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے
جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے کوئی حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔ اُس دن اُنکے چہرے آگ
میں الٹ پٹک کیتے جائیں گے۔ حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش کہ ہم اللہ اور رسول
کی اطاعت کرتے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ وفقہ سوالات۔ جناب احمد نواز بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 243 دریافت فرمائیں۔

حاجی احمد نواز بلوج: جناب اسپیکر! سوال نمبر 243۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا جواب ٹیبل ہوا ہے کہ نہیں؟

میرا خنزیر حسین لانگو: پونٹ آف آرڈر جناب اسپیکر۔ اسپیکر صاحب کی روونگ تھی کہ اجلاس والے دن جس بھی منٹر کے سوالات ہوں اُس منٹر کا اسمبلی میں حاضر ہونا لازمی ہے۔ آپ مہربانی کر کے روونگ دیں ان کو فوراً بلا لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میدم! 243 سے متعلق بتائیں گی۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت): جناب اسپیکر! یہ question پہلے بھی ہوا تھا اور ہم نے اس کا جواب دیا تھا دوبارہ میں بتادیتی ہوں اپنے بھائی کی information کے لیے کہ یہ جس ہسپتال کا ذکر کر رہے ہیں یہ ابھی تک asset health department کا asset نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول نہیں ہوا ہے۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پہلے بھی نہیں آیا ابھی بھی نہیں آیا ہے۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت): تو اس کا صرف یہ ہے یہ health department کا asset ہے یہ ہسپتال۔ سی اینڈ ڈبلیو نے ابھی تک handover نہیں کیا ہے میں اور اس کا civil work ابھی تک جاری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جلد سے جلد اس کا جواب بھیج دیں۔ جی۔

حاجی احمد نواز بلوج: جناب اسپیکر! یہ hospital شہید بینظیر کے نام سے 2010ء سے جب نواب صاحب کی گورنمنٹ تھی اُس میں بنا۔ تو اب تک یہ hospital ہے میں نہیں لگ رہا کہ یہ hospital ہے۔ اگر hospital ہے تو محکمہ صحت کے پاس جانا چاہیے اور اسے energize کرنا چاہیے اور علاقے میں ایک بے چینی پائی جاتی ہے کہ ایک hospital کی بلڈنگ تو کھڑی ہے مگر اسے کوئی own نہیں کر رہا۔ اگر گورنمنٹ کو ضرورت نہیں ہے تو اسے کسی اور محکمہ کو الٹ کیا جائے اور اسے ہم کسی اور purpose میں استعمال کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: خیراس پہ جواب آجائے گا اُس کے بعد اس پر بحث و مباحثہ کر لیں گے۔

حاجی احمد نواز بلوچ: دوسری دفعہ ہے سوال بھیج رہے ہیں مگر اس کا جواب کیوں نہیں آ رہا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جناب نواز بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 244 دریافت فرمائیں؟

حاجی احمد نواز بلوچ: سوال نمبر 244۔

ڈاکٹر ربانہ بلیدی: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

نؤں موصول ہونے کی تاریخ 29.11.2019

☆ 244☆ جناب احمد نواز بلوچ:

کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

سریاب (کوئٹہ) میں قائم کردہ بنیادی مرکز صحت، مرکزی چالند کیر سینٹر (MCH) اور Hospitals کی کل تعداد کتنی ہے۔ نیزاں میں تعینات ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، شاختی کارڈ نمبر، لوکل روڈ و میساں اور موجودہ جائے سکونت کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

سریاب (کوئٹہ) میں قائم کردہ بنیادی مرکز صحت مرکزی چالند کیر سینٹر (MCH) اور ہسپتاں کی کل تعداد نیزاں میں تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، شاختی کارڈ نمبر، لوکل روڈ و میساں اور موجودہ جائے سکونت کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! جو جواب انہوں نے بھیجا ہے اُس میں تھوڑا سا آپ کے notice میں ہماری گورنمنٹ اتنی خوب خرگوش میں بتلا ہے، اس میں ہمارے BHUs ہیں، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے علاقوں میں جو جو BHUs ہیں ان کی جو پوسٹوں کے نام و ولدیت اور شاختی کارڈ طلب کیئے ہیں تو اس کو ہم نے check کیا تو اس میں دو BHUs میں وہی اشاف ہیں یا ان کو دو جگہ بھیجا گیا ہے۔ ایک ہے کلی نیک محمد اُن میں نام لے لوں شازیہ طفیل محمد سلیم محمد ایاز غلام حسین حسین زاہد حسین احمد حسن اور same BHU قمرانی میں وہی نام شازیہ طفیل محمد سلیم محمد ایاز غلام حسین حسین زاہد حسین احمد حسن مجھے سمجھنے پڑے۔ آرہا یک وقت دو جگہوں سے تخلوہ لے رہے ہیں یہ تھوڑا مجھے clear کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو جواب انہوں نے نہیں بھیجا۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جواب ہے دو BHUs میں same بندے کام کر رہے ہیں یہی وقت اگر وہ تخلوہ لے رہے ہیں ہونے دو جگہوں پر ان سے ڈیوٹی لی جا رہی ہے shift wise کیا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سیدم! اس میں متعلق بتائیں۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: جناب اسپیکر! ایک تو یہ misprinting بھی ہو سکتی ہے probability ہے دوسری چیز یہ اگر MCH, BHU سروسز کی بات کر رہے ہیں اگر یہ misprinting ہوئی ہے یہ بھی ہوتا ہے BHU کا اسٹاف بھی بعض دفعہ MCH پر deputation میں لیا جاتا ہے تو اس کی وضاحت ڈپارٹمنٹ سے لے کے details جو بھی rectification ضرورت ہے provide کر دی جائے گی۔

حاجی احمد نواز بلوج: جناب سپیکر میں مولانا عبدالواسع صاحب بلوجستان کے امیر کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ اس اجلاس میں تشریف فرمائیں جو جمیعت کے سینئر دوست ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں چیئر کی طرف سے بھی مجری شیل اسمبلی مولانا عبدالواسع صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرا خڑی حسین لانگو: میں اپنی پارٹی کی طرف سے مولانا عبدالواسع صاحب امیر جمیعت علماء اسلام اور حاجی دین محمد صاحب جمیعت علماء اسلام کے سالار امیر ہیں، بلوجستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ پشتو نخوا ملی عوامی پارٹی کی طرف سے بھی میں مولانا صاحب اور ان کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

سید احسان شاہ: عبدالواسع صاحب کو اسمبلی اجلاس کی کارروائی دیکھنے کیلئے اپنی قیمتی وقت سے وقت نکال کے تشریف لے آئے ہیں میں ان کا مشکور ہوں اس floor پر میں یہ اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب صوبائی وزیر حکومت بلوجستان اور اپوزیشن لیڈر اس صوبے کے لیے جو خدمات ہیں ان کے اعتراف کے طور پر میں اور میری پارٹی تہذیب سے ان کے مشکور ہیں ان کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر ملکہ خزانہ): باقی سب نے مولانا صاحب کو خوش آمدید کہا ہے میں بھی جو کہ بڑے سینئر سیاستدان ہیں کافی عرصے سے اس اسمبلی کا حصہ رہے ہیں میں ان کو اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں اس کے ساتھ بلوجی زبان کے دونامور گلوکار عارف بلوج اور شاہجہان داؤدی یہاں تشریف رکھتے ہیں اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ حجی احمد نواز بلوج صاحب۔

حاجی احمد نواز بلوج: جناب اسپیکر! کلی نیک محمد اور کلی قمر انی یہ دونوں ابھی تک active نہیں ہیں ان میں کوئی کام نہیں ہے صرف انکی بلڈ گر ہیں ان کے ملازم میں تنخواہ لے رہے ہیں تو اس بنابر موصوف اپنی بہن سے اس مد میں لے رہے ہیں وہاں صرف جن اور بہوت ہیں اسوقت و بکھنڈرات بن چکے ہیں ان کی تنخوا ہیں اور ان کے

ملازمت میں کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم ڈاکٹر ربانہ اس کے متعلق آپ بتائیں۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: میرے بھائی نے جو تفصیلات مانگی ہیں یہ ساری ڈیپارٹمنٹ سے لے کے انشاء اللہ ان کو provide کر دی جائیں گی اس میں اگر کوئی errors ہیں وہ بھی دیکھ لیں گے۔

میرا خنزیر حسین لانگو: یہ جو question احمد نواز صاحب تفصیلات بتا رہے ہیں یہ میرے خیال سے میری بہن کو بھی شاید ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے miss guide کرنے کی کوشش کی گئی ہے مکمل تفصیلات نہیں دی گئی ہیں۔ یہاں ایک ہی بندہ دو جگہ پر جناب اسپیکر! کیسے ڈیوٹی کر سکتا ہے بہت ساری ہیں جن کا وجود بھی نہیں ہے لیکن یہاں ان کے اسٹاف کے نام جو سوال کی تفصیلات میں دیئے گئے ہیں تو میری آزیبل چیئر سے request ہے اس کے بارے میں ایک انکوائری conduct کی جائے اور مکمل تفصیلات کے ساتھ ان BHUs کو دیکھا جائے کیوں کہ کوئی شہر میں ان تمام RHCs اور BHUs وغیرہ جو ہمارے کوئی city کے ہیں ان کے بندہ ہونے اور nonfunctional ہونے کی وجہ سے ہمارے پاس اس وقت hospitals ہیں سول سنڈ بیمن ہسپتال، BMC اور شیخ زید hospital ہے ان کے اوپر اس وقت جو لوڑ بہت زیادہ ہے اور رش لگا ہوا ہے وہاں doctor اور اسٹاف کی کمی بھی ہے اور یہ جو تمام کام ان RHCs، BHUs میں آنے تھے وہ بھی سول hospital شیخ زید اور divert BMC ہو رہے ہیں لہذا اسے ایک سمجھیدہ مسئلہ ایک serious معاملہ تفصیلی ایک انکوائری ہو پاریمانی کمیٹی بنائے ان کو دیکھا جائے۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: RHC اور BHU جو system ہے ہمارے province میں اس کے پورے structure کو دیکھا جا رہا ہے ہم یہ پورا استم either we want to replace it changes ہیں یا ہم اس میں جتنی بھی ہمیں health services کی قابلیت کو strong کرنا ہماری پہلی priority ہے یہ ہمیں بالکل اندازہ ہے کہ پیریفری strong جو ہماری ہمیں ہیں ہماری اسی وجہ سے کوئی ہسپتالوں پر اتنا لوڑ ہے تو اس لوڈ کو کم کرنے کے لئے میرے بھائی نے بالکل درست کہا ہے اگر وہ چیزیں RHC اور BHU کے level پر ہوئی چاہیں اگر ہو جائیں ہمارے ان ہسپتالوں پر لوڑ آٹھ میٹکی کم ہو جائے گا اس کو system in place کرنے کی کوشش کی جاری ہے اس وقت ہم policy making بھی کر رہے ہیں اگر میرے محترم بھائی کو تفصیلات چاہیں تو ڈیپارٹمنٹ ان کے ساتھ کر لے گا۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! جو بلڈنگ اس وقت وہاں موجود ہے ان کو لوگوں نے قبضہ کیا تھا میں اور DHO صاحب visit کر کے ان کوہم نے خالی بھی کرائی ان کے نوٹس میں بھی لائے۔ اس کے باوجود بھی آج تک ایک سال ہو رہا ہے اُنکی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ اگر وہ کوئی visit کر رکھیں یہ کوئی official اُس علاقے میں کوئی program رکھیں تاکہ وہ خود ان کو دیکھیں۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: جی بالکل میری طرف سے assurance ہے اپنے بھائی کو کہ بالکل visit کر لیں گے اس میں میری درخواست ہو گی کہ یہ مجھے کمپنی کریں تاکہ جو ground realities ہیں اسکے دیکھیں جو problem جہاں ہیں ان کی solution کو دیکھ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بہتر بھی بھی رہے گا کہ آپ ایک ساتھ جائیں اور سارے معاملات کو دیکھ لیں۔ میرزادعلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال 265 دریافت فرمائیں۔

حاجی زادعلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم thank you جناب اسپیکر question نمبر 265
ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

265☆ میرزادعلی ریکی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 16-01-2020

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیم جنوری 2019ء تا 2019ء کے دوران صوبہ میں سگ ریزی کے کل کتنے واقعات رونما ہوئے نیز سگ ریزی سے متاثرہ افراد کی اگر کوئی مالی معاونت کی گئی ہے تو تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

صوبہ بھر میں کیم جنوری 2019ء تا 2019ء کے دوران سگ ریزی کے کل 1260 واقعات رونما ہوئے تفصیل آخر پر منسلک ہے نیز سگ ریزی سے متاثرہ افراد کی کوئی مالی معاونت نہیں کی گئی ہے۔

حاجی زادعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اس کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر ہے آج آپ مطمئن ہو گئے ورنہ آپ بہت کم مطمئن ہوتے ہیں۔ جی زادعلی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 266 دریافت فرمائیں۔

حاجی زادعلی ریکی: آپ اپنا سوال نمبر 266 دریافت فرمائیں؟

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

نؤں موصول ہونے کی تاریخ - 16-01-2020**266☆ میرزادعلی ریکی:**

کیا وزیر صحت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صوبہ کے ہسپتاں میں موجود اینٹی ریسیزر بجیکشنر کی کل تعداد کس قدر ہے ہسپتال وار تفصیل دی جائے اور جولائی تا دسمبر 2019ء کے دوران کل کس قدر بجیکشنر کی خریداری کی گئی نیز خرید کردہ بجیکشنر جن جن ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں کو فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل مع تعداد اور قیمت خرید فی بجیکشن کے دی جائے؟

وزیر صحت:

جو لائی تا دسمبر 2019ء کے دوران کل دس ہزار اینٹی ریسیزر بجیکشنر کی خریداری کی گئی اور قیمت خرید فی بجیکشن 1500 روپے ہے نیز خرید کردہ بجیکشنر جن جن ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں کو فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

حاجی زابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ پہلے میں اپنے محسن بلوجتھان جمعیت علماء اسلام کے امیر اور ان کے ساتھیوں کو welcome کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہاں Rebexin injections ہے یہ تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو فراہم کیا ہوا ہے سوائے ڈسٹرکٹ واشک کو اس لوگوں نے پھر مایوس کیا ہوا ہے اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ DHQ Hospital Bar Khan ہے، DHQ Hospital ڈیرہ بگٹی ہے اس میں سب ڈسٹرکٹ کو کا نام یہ quantity بھی دی ہوئی ہے مگر اس میں بدجنت ڈسٹرکٹ واشک کو نہیں ڈالا ہوا ہے میڈم میری بہن بتائیں please کاش! اگر منشی نصیب اللہ مری ہوتے تو شاید وہ واشک کو نظر انداز نہیں کرتے۔ میڈم! جواب دیں۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: محترم اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے اپنے محترم بھائی کو میں یہ بتا دوں کہ ڈسٹرکٹ واشک کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ DHQs کو اینٹی ریسیزر بجیکشنر provide کیے جاتے ہیں واشک میں ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے نہیں۔ اس لئے وہاں ہم یہ provide کرنے سکتے اور یہی جواب ان کا اگلا سوال جو آرہا ہے زابداس کے context میں بھی یہی جواب ہوگا۔

حاجی زابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میری بہن نے اسمبلی فورم میں خود کہا کہ ڈسٹرکٹ واشک میں آج کل ڈی ایچ کیو ہسپتال نہیں ہے۔ میری بہن اس کا سوال میں کس سے پوچھوں میں نے بار بار CM بلوجتھان سے کہا ہے کہ واشک ہیڈ کوارٹر میں ڈی ایچ کیو ہسپتال ابھی تک نہیں ہے۔ میں اپنی بہن سے پوچھتا ہوں اور ایوان سے بھی کہ آخر کیوں نہیں ہے؟ کیوں آپ لوگوں کے پاس پیسے نہیں ہیں fund نہیں ہیں؟ باقی جگہوں

میں آپ لوگ دے رہے ہیں دس ارب میں ارب روپے اس ڈسٹرکٹ کو آپ لوگوں نے کیوں نظر انداز کیا ہے آخر وجہ کیا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! خدارا ہمارے فناں منستر صاحب میرے خیال سے ان کو یاد بھی ہے، وہ اور میں ایک دن CM ہاؤس گئے جام صاحب سے باقاعدہ انہوں نے کہا تھا۔ شاید ان کو بھی یاد آ رہا ہے کہ جام صاحب خدارا اس ڈسٹرکٹ کے لئے ڈی ایچ کیو ہسپتال کی منظوری دیدیں۔ مگر یہ کیوں نہیں ہو رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ ان لوگوں سے پوچھیں یہ گورنمنٹ، یہ سارے بیٹھے ہیں آخر اس عوام نے یہ محبت وطن ہیں پاکستان کیلئے قربانی دی ہیں آخر عوام کیسا تھا کیوں اس طرح ہو رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ کم از کم آپ لوگ ان کو جواب تو دیں۔ جناب اسپیکر! ہماری مائیں بہنیں بیمار ہوتی ہیں میں انکو کہاں لے جاؤں آپ مجھے بتا دیں پنجگور کے کس ہسپتال میں لے جاؤں وہ تواریتے میں مر جائیں گے، خاران میں لے جاؤں وہاں بھی تین چار گھنٹے لگتے ہیں والبندین نو گھنٹے کا راستہ ہے آخر کیوں اس ڈسٹرکٹ کو نظر انداز کر رہے ہیں؟ وہاں کے عوام نے کیا قصور کیا ہوا ہے کہ گورنمنٹ آف بلوجستان ان کے کیسا تھا اس طرح کارو یہ اختیار کیا ہوا ہے؟ جناب اسپیکر! آخر میں کیا کروں اسمبلی forum تو یہی ہے۔ مگر میری بہن میں ان سے نہیں کہتا ہوں CM یہاں ہوتے پھر اس کا جواب دے دیتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ریکی صاحب! اس کیلئے آپ ایک نیا سوال اسمبلی میں لا گئیں کہ کیوں وہاں ابھی تک ڈی ایچ کیو ہسپتال نہیں بنائے؟ اس کے لئے پھر ایک سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں submit کرانا ہوتا ہے۔ پھر یہاں ان لوگوں کو جواب دینا ہوگا۔ ابھی تو یہ کسی اور سوال میں آپ ڈی ایچ کیو کا پوچھ رہے ہیں۔ میرے خیال سے ملک صاحب! ایک بار یہ سوال وجواب ختم کریں۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں امیر جمعیت اعلاءے اسلام بلوجستان مولانا عبدالواسع کو خوش آمدید کہتا ہوں اپنی اور اپنی پارٹی طرف سے، جناب اسپیکر! point of order یہ ہے کہ آج کے جنگ اخبار میں میرے خیال میں ضلع تربت کے حوالے سے male اور female یا 116 ٹیچپر ز ہیں جن کو غیر حاضری کا بہانہ بنائے کر کے نکلا گیا ہے اور وہ سراپا احتجاج ہیں اور میرے خیال میں قانونی تقاضے بھی پورے نہیں کیے گئے ہیں اور نہ ان کو نوٹس دیا گیا ہے ایک طرف سے تو حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم لوگوں کو ملازمتیں دے رہے ہیں اور گزشتہ تین سالوں سے میرے خیال میں جو ملازمتیں ہمیشہ ہماری پی ایس ڈی پی میں آتے ہیں اور پھر سال گزر جاتا ہے اُن پر ایک ملازم بھی رکھا نہیں جاتا ہے اتنی بڑی تعداد میں وہ بھی ٹیچپر جو اسکولوں میں پڑھاتے ہیں 116، اور اس وقت ہزاروں ٹیچپروں کی جگہ میرے خیال میں خالی ہے اور وہ NTS

ٹیچرز جو 5000 سے زیادہ ہیں جنہوں نے امتحانات پاس کیے ہیں بار بار اسمبلی کے سامنے آتے ہیں احتجاج کرتے ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ ان کی بھی بہت جلد تقری کر کے ان کو کسی اسکول بھیج دیا جائے اور ایک ہی ضلع کے 116 ٹیچروں کو نکالنا میرے خیال یہ ظلم ہے۔ جناب اسپیکر! وہ صرف ایک ہی ضلع میں اتنے لوگ کس طرح بیک وقت غیر حاضر ہو سکتے ہیں اور پھر یہ جب ش قلم ان کو ملازمتوں سے برخاست کرنا میں کہتا ہوں کہ آپ اس پر رولنگ دیدیں یہ لوگ احتجاج بھی کر رہے ہیں اور شاید کوئی نہ کی طرف آرہے ہیں روزہ ہماری اسمبلی کے سامنے یہ لوگ جمع ہیں احتجاج کرتے ہیں اور شام تک ہمارے وزراء صاحبان دوسرے دروازے سے نکل کر چلے جاتے ہیں کوئی ان کے پاس جاتا بھی نہیں ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس کو آپ رولنگ دیدیں کہ اگر ان کو نکال دیے گئے کم از کم وہ قانونی تقاضے تو پورے کیے جائیں یہ مقدم ایک ضلع میں 116 ٹیچرز اور اسکول میرے خیال میں اس وقت ہزاروں اسکول خالی پڑے ہیں کہ یہاں ٹیچروں کی ضرورت ہے جہاں ہم نے نئے appoint کرنے ہیں۔ جی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس سے متعلق اسمبلی سیکرٹریٹ، جی۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! اس سے جڑا ہوا ایک دوسرا مسئلہ ہے دونوں کو آپ پھر اکھٹا tackle کریں گے۔ سیٹی ایس پی ٹیسٹ کے تحت ہزاروں ایسے candidates ہیں جنہوں نے امتحان پاس کیا ہے اور جنوری 2020ء میں ان کی appointment due ہیں کوئی نہیں کیا گیا ہے شارت لست ہو گئی ہے اب یہ پچھلے دونوں یہاں آئے تھے انہوں نے بڑا احتجاج بھی کیا تھا پھر یہاں سے وزراء صاحبان گئے شاید ان کے ساتھ بات کی، اس میں بھی تک ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ایک رولنگ اس سلسے میں بھی دیں کہ کم competition میں جو اسٹوڈنٹس آئے ہیں سیٹی ایس پی ٹیسٹ کے جو ٹیچر آئے ہیں ان کو جنوری میں appoint ہونا چاہیے تھا، نہیں ہوئے۔ تو میری گزارش ہے کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو جنوری سے appoint کر دیں اور جو ایریئر ز بننے ہیں انکو دیا جائے بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب، اس سے متعلق کمیٹی بنی تھی جس میں وزراء صاحبان تھے ان میں سے کوئی بیٹھا ہوا کمیٹی میں، دمڑ صاحب آپ اس کمیٹی میں تھے کہ نہیں جو سیٹی ایس پی کے احتجاج پر جو بیٹھے ہوئے تھا ان سے جو ملنے گئے۔

میرا خڑ حسین لانگو: ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازم میں تھے جو وہاں لگے ہوئے تھے تنواہ لے رہے تھے اب

ان کو سروسر سے terminate کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نا نا، ان کا تو الگ ہے ملک صاحب نے الگ۔ جی
جناب نور محمد دمڑ (وزیر حکومت پی انجائی و واسا): ہم گئے تھے ادھر ملاقات کی پھر وہاں انہوں نے ہماری بات
نہیں مانی اس وقت، اور اس کے بعد پھر سیکرٹری ایجوکیشن بھی ساتھ تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں جو کہیٹی ہے اس سے پھر اس حوالے سے معلومات کرتے ہیں اور جہاں تک ملک نصیر
شاہوں نے ایک point of order پر بات کی اس سے متعلق سیکرٹری ایجوکیشن کو یہاں سے ایک لیٹر بھیجا
جائے کہ اس کی تفصیلات اسمبلی سیکرٹریٹ کو فراہم کی جائیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! آپ اس کہیٹی کو منگل کو بلولیں تاکہ CTSP والوں کا فیصلہ ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے، کہیٹی کو چیمبر میں بلا تے ہیں۔ آپ بھی آجائیں گے جو بھی ہو گا انشاء اللہ۔ جی۔
سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! ملک صاحب نے جس نقطے کی پر یہاں بات کی یہ ڈسٹرکٹ کیچ کا مسئلہ تھا اور
مسئلے پر جن ٹیچروں کو نوکریوں سے نکالا گیا اُس کے بعد انہوں نے احتجاج کیا چیف منستر صاحب تشریف لے
گئے تھے کچھ اُن سے بھی ملے انہوں نے یقین دہانی کی شاید ظہور بلیدی صاحب بھی ان سے ملے ہیں انہوں نے
بھی یقین دہانی کی۔ جب میں گیاتا تیری بھی اُن سے بات ہوئی پھر اس کے بعد اگر اسمبلی کاریکارڈ دیکھا جائے
ایک دن میں نے اسی اسمبلی کے فلور پر ان ٹیچروں کا مسئلہ اٹھایا اسی ایم صاحب نے آڑ پاس کیا کہ دوبارہ اس ان
کا کیس دیکھا جائے اس آڑ پر عمل بھی ہوا hearing یہ تھی کہ چیف سیکرٹری صاحب دوبارہ سے چونکہ وہ
سیکرٹری ایجوکیشن کے level پر نکالے گئے تھے۔ چیف سیکرٹری کے level پر hearing ہو گی۔ اور دوبارہ
ان کے اوپر فیصلہ دیا جائیگا چونکہ وہ غریب لوگ تھے اور کافی عرصے سے تھوا ہیں اُن کو میسر نہیں تھیں وہ یہاں آنے
سے قاصر تھے۔ پھر ہم نے گزارش کی کہ اُن کی hearing وہیں رکھی جائے۔ تو اُن کی hearing وہیں رکھی گئی
ڈی سی کچ کے پاس وہ وہاں پیش بھی ہوئے حاضر بھی ہوئے اور اُن کا کیس وہاں سے recommend ہو کے کوئی آیا ہے۔ ابھی ایجوکیشن منستر صاحب موجود نہیں ہیں یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ جو
recommendation ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے دی ہے یا ڈی سی صاحب نے انکوائری کے دوران
جو ایک recommendation ہے۔ ان پر implemenatation ہونا چاہیے پھر اس میں جو ایک
نقطے کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو ٹیچر زکالے گئے ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ عرصہ پانچ مہینے سے ڈیوٹی پر
نہیں ہیں۔ لیکن ایجوکیشن کے ریکارڈ کے مطابق وہی ٹیچر ایک مہینہ پہلے تھوا ہیں لے چکے ہیں تو یہ بات خود متصاد

ہے ایک جگہ کہا جا رہا ہے کہ یہ چھ مہینے سے ڈیوٹی پر نہیں ہیں اس لئے ان کو نکالا جا رہا ہے اور دوسرا جانب اسی مہینے میں ان کو تխواہیں دی گئی ہیں۔ آیا اس بات کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے وہ تخواہیں اگر ان کو ملی ہیں تو وہ غیر حاضر کیسے رہے؟ اگر انہوں نے تخواہیں نہیں لی ہیں تو وہ تخواہیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے کس افسر نے لیے ہیں؟ تو میری آپ سے گزارش ہو گئی کہ اس پر ذرا رولنگ ڈیجیٹ کے ایک ہفتے کے اندر اندر اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے کافی عرصہ گزرا گیا ہے جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ظہور صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر ملکہ خزانہ): جناب اسپیکر! یہ جو issue ہمارے رکن معزز اسمبلی شاہوانی صاحب نے اٹھایا ہے پھر شاہ صاحب نے تفصیلاً اس پر بات کی واقعی کوئی ایک سال پہلے تربت سے کوئی 1 سو 14 ٹیچر محکمہ تعلیم نے کارروائی کرتے ہوئے نکالا اور وجہ یہ بتائی کہ وہ ڈیوٹی پر تھے ہی نہیں چونکہ شاہ صاحب نے کچھ وضاحت کر لی ان کی بات کسی حد تک درست ہے کوئی ایسا mechanism ہوں نہ اس پر adopt کیا ہے۔ اب بلوچستان میں ستمن ظریفی یہ ہے کہ یہاں عوامی ٹیچرز بہت زیادہ ہیں آپ کو شاید بہت سے معزز اراکین کا علم ہو گا۔ لیکن ان میں چونکہ اس طرح کی چیز نہیں تھی تو اس کا latest update یہ ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سب کی بحالت کے لئے recommend کر دیا ہے اور میری اسی حوالے سے چیف سیکرٹری بلوچستان سے تفصیلاً گفتگو ہوئی اور سمری ان کے پاس پہنچ چکی ہے اور چیف سیکرٹری سے تقریباً دو تین دن بعد سمری وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جائیگی اور امید یہی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر یہ ٹیچرز حضرات بحال ہوں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر! اگر اس پر آپ رولنگ دینا چاہتے ہیں دی دیں لیکن ویسے ایک دو دن میں یا ایک ہفتے کے اندر بحال ہو جائیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ حکومت بعض فیصلے کرتی ہے لیکن ان پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: question hour ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ چمن میں دو ماہ وہاں کے شہریوں نے دو ماہ وہاں کی سیاسی پارٹیوں نے احتجاج کیا پھر جناب اسپیکر! 30 جولائی کو وہاں پر امن شہریوں پر فائزگ کی گئی جس میں سات لوگ شہید ہوئے جس میں خاتون بھی شامل تھی۔ پھر حکومت کمیٹی گئی حکومت نے یہاں وزراء میٹھے ہوئے ہیں دو تین ایکم پی اے صاحبان بھی ہیں وہ بھی گئے۔

وہاں لوگوں سے انہوں نے وعدے وعید کئے کہ اس واقعے کا جس میں فائزگ کی گئی تھی اس کا جوڈیشل کمیشن بنایا جائے گا۔ آج تک جوڈیشل کمیشن نہیں بن سکا پھر وعدہ کیا گیا کہ 2 مارچ کی حالت تھی چمن میں جوڈیشل لائنز پر اس کو اسی حالت پر کھولا جائیگا جو 2 مارچ کی صورتحال پر تھی۔ وہ ابھی تک نہیں ہوا شہداء کو وہاں معاوضہ دینا تھا وہ بھی ابھی تک نہیں دیا گیا۔ وہاں منتکشوف کے لئے جو ایک طرز اختیار کیا جانا تھا وہ مارچ پہلے کی طرح کہ ان کو کچھ آزادی ملنی تھی وہ بھی ابھی تک نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! لوگ اب کیا کریں گے۔ کہ حکومت پر کوئی اعتبار کر سکے گا؟ کہ آپ جاتے ہیں وہاں ہزاروں لوگوں کے سامنے آپ وعدے کرتے ہیں اور آج کتنے ماہ گزر گئے کہاں 30 جولائی اور آج 29 اکتوبر ہے۔ کیا چمن کے عوام وہاں سیاسی پارٹیاں یہ نہیں پوچھیں گی کہ حکومت آتی ہے لوگوں کو اٹھاتی دھرنے سے پھر جو وعدے ہوتے ہیں آج تک ایک وعدہ بھی وفا نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! یہ پیغام دے رہے ہیں؟ وہاں پر عمل کشائی پر حملہ ہوا وہاں چھ لیویز کے الہکار شہید ہوئے۔ اس پر حکومت نے کہا کہ ہم جوڈیشل کمیشن بنائیں گے۔ اس پر آج تک جوڈیشل کمیشن نہیں بن سکا۔ تو حکومت نے آج تک کوئی وعدہ پورا کیا ہے جناب اسپیکر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے چمن میں جو عوام کے ساتھ وعدے کے تھے آج تین چار ماہ گزر گئے ایک بھی وعدہ پورا نہیں ہوا اس کا۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ اس پر چمن میں پھر لوگ اٹھیں گے وہاں احتجاج ہوگا۔ پھر وہاں صورتحال اس طرح پیدا ہوگی چمن سے کوئی تک 32 سے زائد ایف سی اور لیویز کی چیک پوسٹیں ہیں جن پر دن رات رشوت خوری کا بازار گرم ہے لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے چمن سے کوئی تک کوئی ایک چین بھی ختم نہیں ہوا۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ چین ختم ہونے کے چیک پوسٹ ختم ہو گئی لیکن ایک چیک پوسٹ ختم نہیں ہوئی آج بھی چمن کے عوام جب کوئی آتے ہیں تو ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں میرا حق ہے جناب اسپیکر! تمام پارٹیوں کا حق ہے کہ کیوں حکومت اپنے وعدے سے پھر جاتی ہے؟ ہر وعدہ اس کا اسی طرح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ میرزا بدری کی صاحب! آپ کا ہو گیا ہے میرے خیال سے۔

میرزا بدلی ریکی: اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

نوش موصول ہونے کی تاریخ 31-8-2020

306☆ میرزا بدلی ریکی:

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واٹک کیلئے مالی سال 21-2020 کے بجٹ میں ادویات اور مشینی وغیرہ کی مددات میں

کل کس قدر رقم مختص کی گئی ہے نیز مختص کردہ رقم میں سے اب تک جاری کردہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اور وہی والا جواب ہے جو ڈی ایچ کیوں نہیں ہے آپ کے۔ اس کے لئے پھر اگلے سیشن میں آپ ایک نیا question لا لائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر! نیا question لا نہیں دیکھیں گے کہ یہ لوگ کیا کریں گے انشاء اللہ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اختر حسین لا گو صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 289 دریافت فرمائیں؟

میراختر حسین لا گو: Question-No- 289

ڈاکٹر ربابہ بلیدی: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 17-07-2020

☆ 289 جناب اختر حسین لا گو:

کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

ماں سال 2019-2020 کے دوران مکملہ صحت کے حق میں کس قدر فنڈز جاری کیے گئے نیز جاری کردہ فنڈز جن جن مدت میں خرچ کیے گئے کی مدوا تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

ماں سال 2019-2020 کے دوران مکملہ صحت کے حق میں جاری کردہ فنڈز نیز جاری کردہ فنڈز جن جن مدت میں خرچ کئے گئے کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

میراختر حسین لا گو: جناب اسپیکر میرے اس question کا جواب بھی میری بہن نے ادھورا دیا ہے میرا question میں پڑھ کے سالیتا ہوں اسمبلی کے ریکارڈ کے لئے، کہ کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ ماں 2019-2020 کے دوران مکملہ صحت کے حق میں کل کس قدر فنڈز جاری کیے گئے۔ جناب والا! میں نے مکملہ صحت کے حوالے سے پوچھا تھا انہوں نے مجھے صرف دو کالجز کاریکارڈ دیا ہے ایک اور الائی میڈیا یکل کالج کا دوسرا امکان میڈیا یکل کالج اور اس کے بعد انہوں نے مجھے تنخوا ہوں اور باقی چیزوں کی تفصیل دی ہے اگر میں آپ کو ملبوں کی تفصیل بتا دوں تو جناب والا! وہ بھی میرے خیال سے مکملہ صحت نے جان چھڑانے کے لئے یا یہ سمجھ کے یہ جواب بنائے بھیجا ہے کہ شاید یہاں اسمبلی میں ان کو کاغذ کا ٹکڑا سمجھ کے اسمبلی کے ممبران پڑھیں گے ہی نہیں ان

کو دیکھیں گے نہیں یہاں وہ پتہ نہیں ہمیں سمجھ کیا رہے ہیں۔ جناب والا! اب اس میں آپ کو ٹیلیفون کا لڑا اور ٹیلیفون بلز کے لئے ابھی یہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ 1 لاکھ 66 ہزار نظر ہر ہے یا ایک ہسپتال یا ایک ادارے یا ایک کا آفس کا بل ہو گا اس کے لئے ٹول جو بجٹ رکھا گیا تھا ایک لاکھ 68 ہزار روپے لیکن کتنا خوبصورت اتفاق ہے جناب اپنے! کہ جتنا بل آیا ہے وہ بھی اتنا ہی ہے اب گیس کی مد میں انہوں نے ٹول جو بجٹ رکھا تھا ابھی یہ بھی ایک آفس کا ہو گا یہ رکھے ہیں 22 لاکھ 43 ہزار روپے اور یہ بھی ایک حسین اتفاق ہے کہ جو گیس کا بل آیا ہے وہ بھی باقی میں لاکھ 43 ہزار روپے پورے کے پورے آئے ہیں نا ایک روپے اوپرنا ایک روپے نیچے۔ ابھی یہ اس طرح کے جواب بنائے بھیجنایا باثاریٹ ہے پتہ نہیں ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ والوں نے یہاں یہ سمجھا کہ سارے ان پڑھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کاغذوں کو پڑھنے نہیں ہیں تیاری کرتے نہیں ہیں بس جو ہم بھجواد یونیکے بھیڑ کریوں کی طرح وہ وہی سبز چارہ سمجھ کے کھالیں گے اور جان چھوٹ جائیں گی اس طرح نہیں ہے جناب اپنے! اس اسمبلی میں ہم معزز اراکین جب کوئی سوال جمع کرتے ہیں تو مہربانی کر کے میں کہتا ہوں مکملوں کو آپ ایک روانگ دیدیں کہ وہ ہمیں سنجیدگی کی بنیاد پر ان کے جوابات دیا کریں۔ ہم نے محکمہ ہیلٹھ کے حوالے سے بجٹ مانگا تھا ان کو کہ ٹول ہیلٹھ کو کتنا بجٹ ملا ہے اور کن کن مدت میں کن کن چیزوں پر کتنا کتنا خرچ کیا ہے انہوں نے expenditure کیا ہے؟ یہ question کے پیچھے بھی ہمارا ایک مقصد تھا کیونکہ 2019-2020ء جناب والا! محکمہ ہیلٹھ نے پورے سال میں یہ ہماری کمیٹیوں میں بھی آیا اور اس سے پہلے فلور پر بھی بات ہوئی اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کو admit ہبھی کیا گیا کہ 20-2019ء میں ایم ایس ڈی نے ایک پیناڈول گولی بھی نہیں خریدی ہے ان ہسپتالوں کی حالت جو تھوڑی دیر پہلے ہم بات کر رہے تھے کہ بی ایچ یوز اور ہسپتالوں کی جو حالت زار ہے اس سوں سنڈیکن اور بی ایم سی اور شیخ زید پر جو پریش اس وقت پورے بلوجستان کا ہے ابھی آپ کوئی حاجی زا برصاحب کے question میں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آپ نے جواب بھی دیکھ لیا کہ واٹک جیسے پورے ڈسٹرکٹ میں آپ کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرے سے ہے ہی نہیں۔ جناب والا! کیا وہاں انسان نہیں رہتے ہیں کیا وہاں سب نے آب شفا پایا ہوا ہے لوگ یہاں نہیں ہوتے ہیں۔ تو جناب! اسی طرح یہاں اکثر بحث ہوتی رہتی ہے کہ کسی بھی interior facilities کے ہمارے ڈسٹرکٹ میں کوئی ہیلٹھ purchasing burden نہیں ہے جن کا سارے کا سارا آ کے کوئی پڑتا ہے اور ایم ایس ڈی کی طرف سے انہوں نے خود ہمیں پی اے سی کی میٹنگ میں بھی سکرٹری ہیلٹھ صاحب نے کہا تھا کہ ایم ایس ڈی کے اوپر چونکہ کیس وغیرہ چل رہے ہیں 20-2019ء ہم نے کوئی purchasing نہیں کی ہے وہ پیسے as it لئے واپس ہوا ہے تو

جناب والا! اس طرح کے جوابات سے ہم قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور نا اس طرح کے جوابات ہم قبول کر نے گے ان سے میری request ہے کہ آپ روکنگ دیدیں کہ ڈیپارٹمنٹ اس کا سنجیدگی کی بنیاد پر ہمیں جواب دے اور مکمل ہمیں جواب دے ان کو واپس بھجوادیں۔

جناب ڈیٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: محترم اسپیکر صاحب! جو question ڈیپارٹمنٹ کو ملا تھا اس میں دو میڈیکل کالجز کے حوالے سے فنڈز اور رقم کی بات کی گئی تھی لیکن میرے محترم بھائی نے جو objection اور reservations کی ہے they are duly noted اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہہ دوں کہ ہم شکر گزار ہیں اپنے اپوزیشن کے مجرز کے کہ یہ اس طرح کی چیزیں سامنے لاتے ہیں اور ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ جو ہیں یا یہ shortcoming ہیں ہماری کوشش ہو گی کہ اگلی دفعہ یہ سوالات تفصیلیاً ان کو grey areas کی سے وہ آئندہ نہ ہو۔

میرا خنزیر حسین لانگو: جناب اسپیکر! آپ کی توجہ چاہیے۔ اب لورالائی کے حوالے سے جو میڈیکل کالج لورالائی
ہے اب وہاں انہوں نے ایک خرچوں کی تفصیل ہمیں دی ہے کہ جی اسٹیشنری خریدی گئی ہے فرنچ پر خریدے گئے
ہیں باقی چیزیں ان کو بھجوائی گئی ہیں اچھا تر سیل سامان یا ٹرانسپورٹیشن سامان پہنچانے کے لئے بھی انہوں نے پیسے
رکھے ہیں کہ 2 لاکھ 14 ہزار روپے لیکن جناب والا! ٹرانسپورٹ پر جو خرچ آیا ہے وہ صفر ہے اس کا مطلب سامان
ابھی تک ان کے استور میں پڑا ہوا ہے ابھی تک انہوں نے بھجوایا ہی نہیں ہے یا پھر سرے سے سامان خریدا ہی نہیں
ہو گا کہ اس کی ٹرانسپورٹیشن پر کوئی expenditure ہوا ہی نہیں ہے تو اس طرح کی چیزیں جناب والا! یا تو یہ کسی
کلرک بھٹکا کے انہوں نے کہا اسمبلی میں سارے بھیڑ بکریاں ہیں بس ان کو ٹرخانے کے لئے جواب بنائے بھیج
دیں اب اس طرح کی چیزیں جناب اسپیکر! آپ کسٹوڈین ہیں ہاؤس کے اس کا آپ کو سیر لیں نوٹس لینا چاہیے۔
جناب ڈیٹی اسپیکر: صحیح ہے آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: میں دوبارہ reassurer کراہی ہوں اپنے محترم بھائی کو کہ ان کی جتنی I have noted them and they will be InshAllah ہیں reservations اور آپ کو تفصیل سارے جواب مل جائے گے۔ taking care of next time.

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ question defer کیا جاتا ہے اس کا تفصیلی جواب kindly اس بھی سیکرٹریٹ کو بخواہیں۔ نصر اللہ خان زیر پرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 299 دریافت فرمائیں؟

Question No 299 مسٹر اپسیکر thank you

محترمہ ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

نوٹ موصول ہونے کی تاریخ 18.8.2020

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ 14 اگرہر 2020 کو موخر شدہ

محکمہ صحت کو کرونا وائرس کی مد میں اب تک کل کس قدر فنڈ موصول ہوانیز موصول کردہ فنڈ زجن جن مددات میں خرچ کیے گئے ہیں کی مددوار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صحت:

جواب آخر پر منسلک ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! یہ میں نے سوال کیا ہے کہ جو (COVID-19) آیا کرونا وائرس اس پر محکمہ صحت نے کل کتنا خرچ کیا ہے؟ اور جب میں، ابھی بدستی قسمتی یہ ہے کہ question ابھی میری table پر کھو گیا ہے اور یہ پوری تفصیلات جیسا خریداری اس طرح کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ تو خوش قسمتی ہے بدستی نہیں ہے کہ آپ کوں گیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں کم از کم مجھے پہلے دیا جاتا تاکہ میں اس کی تفصیل پڑھ لیتا اور جو جو چیزیں انہوں نے خریدی ہیں بالکل ایک پر چون کی دکان کی طرح۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس کا جواب تو پہلے table ہوا ہے 331 کا ابھی ہوا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی ہاں، ابھی انہوں نے first ڈاکٹر مسٹر ڈاکٹر صاحب نے خرچ کیا ہے PPE kits complete-gown ہیں۔ آگے جا کر کے قیمتوں میں اتنا اُتار پڑھا ہے کہ کسی جگہ 16 لاکھ روپے خرچ آ رہا ہے کسی جگہ 13 لاکھ روپے کسی جگہ 19 لاکھ روپے یا ایسا لگ رہا ہے کہ انہوں نے پر چون دکانوں سے یہ چیزیں خریدی ہیں۔ اور پھر آخر میں آپ جا کر دیکھیں کل خرچہ انہوں نے جو چیزیں خریدی ہیں، کوئی 52 کروڑ 45 لاکھ 17 ہزار 830 روپے انہوں نے یہاں ہنگامی بنیادوں پر یہ خرچ کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم اور ہمارے ڈاکٹر زدن رات ہڑتال پر تھے کہ کسی Hospital میں کسی ڈاکٹر کو kit PPE نہیں مل سکا آخوند۔ صرف ایک گاؤں ملا کچھ لوگوں کو شاید mask N95 ملا تھا۔ باقی تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا کسی ڈاکٹر نے قصد ایق نہیں کیا کہ 52 کروڑ روپے کا سامان یہاں آیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کے جواب سے میں بالکل مطمئن نہیں

ہوں کہ اتنی بڑی رقم کا خرچ ہونا اور وہاں گراڈنڈ پر کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

میرا خنزیر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں۔ کہ آپ نے دیکھا کہ یہاں انہیں PPE kit کے حوالے سے ہمارے ڈاکٹر صاحب ان strike پر بیٹھے ہوئے تھے CM House کے red zone gate پر۔ میں اور نصر اللہ زیرے رات تین بجے تک وہیں تھے۔ انہوں نے کہا جو ہمیں سامان دیا گیا تھا وہ 2012ء کا جو گاؤں وغیرہ اور جو ماسک دیتے تھے ان کو ان کے جوڑ بے تھے وہ انہوں نے اتنا رے تھے۔ لیکن اتفاق سے ماںک کے اوپر وہ date لکھا ہوا تھا۔ وہ 2012ء میں عام routine کے آپریشن تھیٹر میں کام ہوتے ہیں۔ ان کے حوالے سے انہوں نے خریدے تھے (COVID) کے یہ پڑے ہوئے تھے۔ MSD میں (COVID) کے یہ جو پیسے ان کو release ہوئے ہیلیٹھ ڈیپارٹمنٹ کو یا PDMA کو جس کو بھی release ہوئے انہوں نے کیا کیا جو پرانا ان کا stock وہاں 2008ء اور 2002ء کے بھی کچھ سامان ماسک جو انہوں نے ہمیں دکھائے یہ کیا کیا انہوں نے جوانکے استور میں dump تھا پرانا 2002ء اور 2012ء کی purchasing کا وہ انہوں نے اٹھا کر ان ڈاکٹروں کو دیتے ڈاکٹروں نے جناب والا! میں record on بات کہہ رہا ہوں۔ ڈاکٹروں نے یہ سامان لینے سے انکار کر دیا کہ جی یہ گاؤں پرانے ہیں ڈاکٹروں کو چھینیں اس پر لگے کپڑے اس کے محفوظ رہے خون کی چھینتوں سے۔ یہ وہ والے ہیں ڈاکٹروں نے لینے سے انکار کر دیا پھر ایک اسٹاف نر کو انہوں نے وہ سامان کپڑا کے ان سے زبردستی receiving لی۔ آج بھی وہ ہیلیٹھ ڈیپارٹمنٹ کے یا اس کے PDMA کے جس نے بھی ان کو حوالے کیا تھا انکے ساتھ آپ وہ آپ دیکھ لیں تو وہ ایک اسٹاف نر سے انہوں نے receiving لے کر ہسپتال میں وہ سامان dump کر دیا ڈاکٹروں نے آخری دن تک وہ سامان لینے سے انکار کر دیا۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس question کے جواب میں جو تفصیلات آئی ہیں اس پر پر اپر انکو اڑی کی جائے کہ یہ 50 کروڑ سے زیادہ اس غریب صوبے کا پیسہ اس پر لگا ہے۔ تو جناب والا! اس پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنالیں یا ایک جوڑیش کمیٹی بنالیں اس کی انکو اڑی کر لیں۔ کیونکہ اس میں اس کے علاوہ بھی جو COVID کے حوالے سے اربوں روپے کے گھپلے ہیں آپ روز میڈیا پر بھی دیکھ رہے ہیں سو شل میڈیا پر بھی دیکھ رہے ہیں، کچھ شاید نیب نے take up بھی کیے ہیں۔ تو اس سے بہتر کہ کوئی اور آ کر ہماری تلاشی لیں یا کام ہم خود

کیوں نہیں کریں۔ تو بہتر یہ ہو گا اس ہاؤس کے لیے اس بلوچستان کی اس گورنمنٹ کی عزت بچانے کے لیے کہ اپنی چیزوں کو ہم خود ٹھیک کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: محترم اسپیکر صاحب! first of all I must comment! کہ اختر حسین لاگو صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب. They do excellent research work. لیکن میرا خیال ہے کہ صرف ابتدائی دنوں کی انہوں نے بات کی اس کے بعد شاید ایک memory lapse آ گیا کہ ان کو ان دنوں کی چیزیں یاد نہیں ہیں PPE kits کی بات جہاں تک کی جا رہی ہے PPE kits میں اس کی چاہتے details there are 3 2 4 kinds of PPE kits اگر آپ اس کی قسم کی نہیں ہوتی ہیں تو وہ بھی ڈیپارٹمنٹ آپ کو provide کر دیگا کہ ہر tipe کی price difference ہوتی ہے کیونکہ اس کے اندر چیزیں مختلف آتی ہیں شروع کے دنوں میں yes ہمیں بھی یاد ہے کہ شروع کے دنوں میں PPE kits نہیں تھیں کیونکہ اس وقت ایک ایم جنسی کی سی صورتحال تھی باہر سے چیزیں آ ہی نہیں رہی تھیں لیکن اس کے بعد جب چیزیں provide ہو گئی تھیں تو میرا خیال ہے اسکے بعد کسی ڈاکٹر نے کہیں پر بھی کوئی احتجاج نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرا خیال سے یہ پھر بحث و مباحثے میں چلا جائیں گا۔

میرا ختر حسین لاگو: جناب والا! اس کے بعد PPE kits COVID کے positive cases تھے ان کو رکھا گیا تھا وہاں تو جناح اور شیخ زید ہسپتال میں جہاں last BMC میں اور ہسپتال میں آپ کے کڈنی ہسپتال میں کسی ڈاکٹر کو وہ kits میں ملے جس کی وجہ سے ہمارے Hospital میں بند ہو گئے private Hospitals میں رش زیادہ ہو گیا آپ نے دیکھا کہ کوئی شہر میں لوگ معمولی بیماریوں کے لیے بھی گھر میں بیٹھ کر پینا ڈول اور اس پر گزارہ اس کا چل رہا تھا کوئی کسی بھی ڈاکٹر Hospital میں آپ کے جتنے Hospitals میں سب کے OPDs تک بند ہو گئے کیونکہ ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ اب ہمیں پتہ نہیں ہے کہ جتنے ہمارے patients ہمارے پاس آ رہے ہیں اُن میں سے کتنے positive اور کتنے negative کیسز ہیں اس لیے ہمیں kit PPE جب تک نہیں دیں گے ہم اپنی ڈیزیز میں کام نہیں کریں گے۔ اپنی ڈیزیز ہمارے last تک جب اس pandemic کے end تک ہماری اپنی ڈیزیز بند رہی ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر ربانہ بلیدی: محترم اسپیکر صاحب! اس میں ایک تھجھ کی ضرورت ہے کہ PPE kits کی بات جو کی جا رہی ہے تو ہم نے کچھ Hospitals مختص کیے تھے COVID کے حوالے سے۔ تو وہی صرف سروز Services provision was کر رہے تھے اور اپنی ڈیزی جو بند کی گئی تھیں نارمل ہیلتھ کی suspended due to the ruling and instructions given by the NCOC وہ صرف بلوچستان میں نہیں تھا پورے ملک میں تھا کہ پورے provinces کی جو نارمل ہیلتھ کی سروز تھی ان کو suspend کر دیا گیا تھا COVID کے تناظر میں۔ اس وجہ سے اپنی ڈیزی بنڈ تھیں کسی احتجاج کی وجہ سے بند نہیں تھیں یہ تھجھ on floor ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! اگر اجازت ہو تو۔ یہ بہت بڑی رقم ہے 52 کروڑ 24 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی پوری تحقیقات اینٹی کرپشن سے ہونی چاہیے خود آپ محکمہ ہیلتھ خودوہاں بھیجے اور اس کا۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ صرف کوئی کیلئے نہیں ہے میرے خیال سے بلوچستان کے ہر district کے لیے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں نہیں، یہ بہت بڑی رقم ہے جناب اسپیکر! یہ صورت حال آپ ایک ایک ایٹھ sanitizer انہوں نے لیا ہے کتنے کا لیا ہے یہاں تفصیلات دی ہیں باقی masks لیے ہیں gloves لیے ہیں باقی چیزیں لیے ہیں بہر حال اس کی ہونی چاہیے۔ کہ اتنی بڑی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی پوری تفصیل اینٹی کرپشن کی۔ چونکہ ہمارا اپناؤپر اپناؤپر ٹمنٹ اینٹی کرپشن ہے اس کے ذریعے اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی: محترم اسپیکر صاحب! اس میں جہاں جہاں ضرورت ہم نے محسوس کی ہے ڈیپاٹمنٹ اس پر investigate کر رہا ہے اور جلدی اس کے investigation results already ہوں گے وہ یقیناً ہم اپنے محترم بھائیوں کو شیئر کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 331 دریافت فرمائیں۔

331☆ جناب نصراللہ خان زیرے: نوش موصول ہونے کی تاریخ 08.09.2020

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

صوبائی سنڈیکن ہسپتال کوئٹہ میں جون 20 تا تا حال کل کتنے ڈاکٹر زاپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کے

نام اور جائے تعینات کی تفصیل دی جائے نیز ایک ڈاکٹراپنی جائے تعینات پر کتنے عرصے تک ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صحت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جواب محکم کی table پر کھدیا گیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! تو ابھی انہوں نے میری question table پر کھدیا ہے۔ یہ میں نے سوال کیا تھا کہ دیسے مجھے پوچھنا تھا کہ سول ہسپتال میں ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House. Order in the House. ملک نیم بازی۔ ایک تو آپ آتے نہیں ہیں جس دن آتے ہیں اُس دن پھر شور بہت کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں نے question کیا تھا کہ سنڈیکن صوبائی Hospital میں کل کتنے ڈاکٹر ز ہیں انہوں نے اس کی جواب تفصیل تو انہوں نے دی ہے اس کا ضمنی نہیں بن رہا ہے thank you very much

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! آج تمام مانگوں میں کرنٹ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اسی ہیلائے سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں پھر دو منٹ تشریف رکھیں یہ question hour ختم ہو جائے اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ جی جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 333 دریافت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیرے: Question No 333

333☆ جناب نصراللہ خان زیرے: نوٹ موصول ہونے کی تاریخ - 08.09.2020

کیا وزیر صحت از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ

مفتی محمود میموریل ہسپتال کچلاک میں تعینات کردہ ڈاکٹر زادگیر ملازم میں کی کل تعداد کسقدر ہے ان کے نام ملودیت، عہدہ، گرید، جائے تعیناتی اور لوکل ڈاؤ میسائل کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر صحت:

جواب موصول نہیں ہوا

جناب نصراللہ خان زیرے: جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا جناب اسپیکر! کہ کچلاک میں

مولانا مفتی محمود Hospital ہے اس کے متعلق۔ وہاں انہوں نے جواب تو دیا ہے کہ یہاں کل 23 ڈاکٹرز ہیں 114 دیگر ملازمین کام کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ Hospital یقیناً ایک ایسی جگہ پر ہے کہ پورے ہمارے جو نارتھ سے لوگ آتے ہیں اور پھر کچلاک ایک خود بڑا ٹاؤن ہے لاکھوں کی آبادی ہے لیکن اس Hospital میں، میں ڈاکٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ اس Hospital میں ڈاکٹر تو جاتے ہیں لیکن وہاں کوئی سہولت نہیں ہے نہ وہاں لیبرارٹری ہے نہ وہاں کوئی ایکسٹرے مشین ہے نہ کوئی وارڈ ہے نہ وہاں ایڈمیشن کا کوئی طریقہ ہے۔ صحیح ڈاکٹر آتے ہیں پھر شام تک بیٹھتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔ یہ Hospital اور یہاں علمدار روڈ پر ایک دوسرا Hospital بینظیر بھٹو کے نام سے ہے دونوں ایک ساتھ یہاں تمام سولیاں ہیں لیکن کچلاک کے مولانا مفتی محمود Hospital میں کوئی سہولت نہیں ہے اور اسی طرح جنرال احمد نواز بھائی نے غوث آباد Hospital کا کہا وہ بھی بند پڑا ہے تو میں request کروں گا محترمہ سے کہ آپ خود visit کریں سیکٹری کو اپنے ساتھ لے جائیں اور اس Hospital کو صحیح طور پر چلانیں کیونکہ وہاں بڑی آبادی ہے لوگ کوئی کی طرف آتے ہیں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: محترم اسپیکر صاحب update یہ ہے کہ اس Hospital کا میں نے visit کیا ہے اس کا کافی infrastructure اچھا ہے۔ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں میرے بھائی کے ساتھ available OPD services وہاں area catchment اور یہ بہت اچھی یعنی کہ جو یہاں سے آتے ہیں اس کے سارے بہت بڑے patients ideal area تک بات کی یہ service provision facility Health کی ہے۔ اس کو ہم دیکھتے ہیں اگر میرے بھائی کے پاس کوئی suggestions ہیں بالکل ہمارے ساتھ شیئر کریں ڈاکٹرز کا اور علاج کی جہاں تک بات کی یہ ساری چیزیں ہم establish کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں peripheries کی جتنی حلقة services ہیں وہ strong ہوں تاکہ ہمارے سینٹر پر لوگ کم ہوں۔ اگر آپ کے پاس محترم بھائی کے پاس کوئی recommendations ہیں بالکل suggestions ہیں کہ شیئر کر لیں کیا کیا چاہتے ہیں، وہ بھی ضرور ہمیں بتا دیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ جلد از جلد اس کو in the coming year اس کو ہم ایک بہت اچھا سافعال بنالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ میڈم اچھی بات ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: ایسا ہے کہ ٹھیک ہے محترمہ کا میں شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اگر وہ ایک visit رکھ دیں

اور جا کروہاں، میں بھی ساتھ جاؤں گا تاکہ وہاں on the ground ہم لوگوں کو بھی بلائیں اور ڈاکٹر صاحبان سے بھی بات کریں اس طرح اگر کوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ تو میدم نے کہہ دیا کہ میں نے recently کر لیا ہے۔ جی جناب ٹائش جانس صاحب آپ اپنا سوال نمبر 328 دریافت فرمائیں۔

328☆ جناب ٹائش جانس: نوش موصول ہونے کی تاریخ۔ 09.09.2020

کیا وزیر صحبت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

گزشتہ سالوں کے دوران اقلیتوں کیلئے مخصوص کردہ 5 فیصد کوڑے کے تحت تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید تعلیمی قابلیت، جائے تعیناتی اور لوکل ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے؟ وزیر صحبت:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ٹائش جانس: جناب جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اچھا نمبر۔۔۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: اسپیکر صاحب! اگر میں اس میں تھوڑی سی ایک۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی دیکھیں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی: اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سے 1970ء کا data مانگا گیا ہے۔ تو data has not yet been collected. لیکن اقلیتی برادری کے ہم شکر گزار ہیں کہ ہمارے جو پیرامید یکل اسٹاف ہے جو کہ Health care services کا بیک گروڈ ہوتا ہے اس میں ایک بہت بڑا نبردہ اقلیتی برادری کا ہے تو ہم انکو comments بھی کرتے ہیں appreciate بھی کرتے ہیں ان کی services کو acknowledge ہو جائیگا کیونکہ انہوں نے 1970ء سے ہم سے data compile ہے ہی ہے۔ We acknowledge to the services of all minorities. thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ دونوں تشریف رکھیں ٹائش! آپ کو جواب مل گیا؟ چلیں صحیح ہے۔ مسٹر دنیش بات کر لیں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اس سوال کو off disposed کر دیں۔

جناب دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ جناب اسپیکر! میں اس حوالے سے کل جو آنے والا دن ہے وہ ایک

تاریخ ساز دن ہے 12 ربیع الاول۔ 12 ربیع الاول کو محسن کا ناتر رحمت اللہ علیہ اس فانی دنیا میں آئیں۔ تو اس حوالے سے ہمارے تمام مسلم برادری عالم اسلام عید میلا النبی ﷺ منار ہے ہیں تو میں اس فور کے اور آپ کے توسط سے اپنے تمام مسلم بھائیوں کو دل کی گہرائیوں سے پوری اقیمتی برادری کی جانب سے عید میلا النبی ﷺ کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب ذیش مکار: جناب اسپیکر! میں اس موقع پر جس طرح سے پچھلے دونوں پچھلے سیشن میں ایک مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی فرانس کے خلاف۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضور پاک ﷺ رحمت اللہ علیہ اس لئے صرف رحم کا درس نہیں دیا انہوں نے جانوروں کے لیے بھی رحم کا درس دیا ہے۔ اگر حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ سب سے بدجنت ترین انسان ہے جو ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ انسان کھلانے کے قابل نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کل سے جمعہ ہفتہ التواریخ پرے بلوجستان کی جو اقیمتی برادری ہے رحمت رسول ﷺ کے لیے باہر نکلے گی۔ اور بہا غلب دہل پوری دنیا کو بتا دیگی کہ یہ صرف ملک سکندر اور کلمتی کی دل آزاری نہیں ہے یہ ذیش مکار اور ٹائمس کی بھی دل آزاری ہے۔ ہمارا دل بھی خون کے آنسو روتا ہے۔ اور ہم پوری دنیا کو میڈیا اور سوشل میڈیا کے through کہ ہم کل پورے جذبے سے نکلیں گے اور دنیا کو بتا دیں گے بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! آج اس ایوان میں ہمارے انتہائی اہم دوست مولانا عبدالواسع صاحب اور ان کے ساتھ ہماری پچھلی cabinet کے صوبائی وزیر مولانا غلام سرور صاحب، میں ان کو ایوان کی کارروائی دیکھنے پر welcome کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر خان اچکزی صاحب!

جناب اصغر خان اچکزی: شکریہ جناب اسپیکر۔ جس طرح جناب اسپیکر! حمل بھائی نے ہمارے صوبے کے قبل قدر پارلیمنٹریں اور اس وقت موجودہ نیشنل اسمبلی کے قبل احترام ممبر جمیعت علمائے اسلام صوبائی امیر مولانا عبدالواسع صاحب کو اور سابقہ وزیر اس ایوان کے غلام سرور صاحب کو اور ہمارے چہن سے تشریف لائے پشتونخواہی عوامی پارٹی کے ضلعی ڈپٹی سیکرٹری صحبت خان اچکزی ان سب کو آج کے اجلاس کی مناسبت سے

خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میرا point of order یہ تھا مجھے آج پھر نہیں لگتا ہے کہ ہم last ایجنڈے پر بات کرنے تک پہنچے۔ جو ساتواں ایجنڈا ہے ایک انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ تو آپ کی اجازت سے اس ایوان کی اجازت سے اگر ہم جو آخری ایجنڈا ہے جو تحریک التوا ہے نصراللہ خان زیرے کی، عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی پریس سیکرٹری اسد خان جو پچھلے ایک ماہ دو دن سے انداز ہے اُس پر ہم بات کر لیں۔ گورنمنٹ اس انداز کے متعلق اس وقت پیش رفت کیا ہے تو آپ کی اجازت سے اگر ہم۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایجنڈی میں آپ لوگ تھوڑا ایجنڈا آج کا کافی لمبا ہے میرا ساتھ دیں کہ جلد سے جلد اس کو مکمل کریں۔

جناب اصغر خان اچکزی: جناب اسپیکر! ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ اس کو اور پرلائیں کہ کیونکہ یہ انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر! پھر کوئی اٹھ کے یہ نہ کہے کہ House کا کورام پورا نہیں ہے پھر کورام کو توڑ کے پھر یہ معاملہ اگلے سیشن تک House کی اس پر رائے لے لیں۔ اور اس کو میرے خیال میں اگر آپ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں by rule, by law last تحریک التوا کو میں لا جایا سکتا ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اس میں جو کارروائی ہے اُس کو تھوڑا سا مختصر کر دیں تاکہ اپنے نمبر پر یہ تحریک آجائے۔

جناب اصغر خان اچکزی: ملک صاحب! اگر ہم اس کو House کی اجازت سے۔۔۔ (مدخلت)

قائد حزب اختلاف: یہ چلے گا صرف یہ گزارش کروں گا سارے اراکین مختصر اپنے پروگرام پیش کریں۔

جناب نور محمد ذمہ (وزیر مکملہ پیلک ہمیلتھان جیائزگ وبی واسا): جناب اسپیکر! اپوزیشن والے اپنی باتیں کر کے نکل جائیں۔ اجلاس اپنے روز کے تسلسل پر چلایا جائے۔ جو بھی ہے اُن ہی کی کارروائی ہے ہماری تو کارروائی نہیں ہے۔ لیکن تسلسل کے مطابق چلتا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال سے ایجنڈے پر آتے ہیں جلد سے جلد۔ جی

جناب اصغر خان اچکزی: نہیں جناب اسپیکر! اگر last پھر یہ ایجنڈا اس پر بات ہو جائے۔ ابھی کسی کو اس درد کا کیا احساس ہوگا۔ خدا نخواستہ کسی نے شاید آج تک یہ درد نہیں دیکھا بھی نہیں ہوگا۔ ایک بندہ انداز ہے پچھلے ایک ماہ سے ایک پارٹی کے صوبائی پریس انفارمیشن سیکرٹری ہے اُس پر ہم بات نہیں کر سکتے یہ کوئی طریقہ ہے؟ اور یہ ایجنڈا ہم ہر دن بعد پس پشت ڈال کے ہم پھر last آکے ہم کہتے ہیں کہ ایوان کا کورام پورا نہیں ہے بس اس کو

آپ ختم کر دیں۔ اس پر بات ہونی چاہئے ایک انسان ایک پارٹی کا ذمہ دار آدمی ہے۔ آج تک اس پر کس حد تک پیشرفت ہوئی ہے حکومت کی طرف سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہمیں کوئی تسلی نو دی جائے۔ نہ کسی کافون ہے کسی بھی حوالے سے اس مسئلے پر آج تک ہمیں کسی قسم کی انفارمیشن نہیں ہے۔ تو کم از کم اس House میں جب ہم ایک ذمہ دار آدمی کی انغو اور لاپتہ ہونے پر بات نہیں کر سکتے تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اگر ایوان کی رائے لیکر اس پر بات کی جائے تاکہ ہم اس پر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں، اس پر نیرے خیال سے House سے رائے لیتے ہیں۔ جو House کا متنقہ فیصلہ ہو گا اُس پر پھر بات کرتے ہیں۔ چونکہ ایک ممبر یہ کہہ رہا ہے کہ اس تحریک التوا پر بحث مباحثہ کیا جائے۔ آپ لوگوں سے رائے لی جاتی ہے۔ کیا اس کو پہلے بحث کے لیے لایا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ ٹھیک ہے تحریک التوانہ 1 پر بحث محرک آپ شروع کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ thank you جناب اسپیکر! میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس اہم تحریک التوا جو میں نے پہلے پیش کی تھی اس پر پہلے بحث ہونی چاہئے تھی لیکن نہیں ہو سکی۔ جناب اسپیکر! عموماً ہم گزشتہ دو سالوں سے امن امان کے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں اس صوبے میں کئی لوگ انغو ہوئے، دہشت گردی کے واقعات ہوئے لیکن آج تک حکومت انغو کاروں کو گرفتار کر سکی نا دہشت گروں کے خلاف کوئی کارروائی کر سکی اور نا حکومتیں سے مس ہو سکی ہے جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ! زیرے صاحب اس تحریک التوا پر جو بھی بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ اپنا نام بھجوادیں۔ جی

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! 25 ستمبر کو عوامی نیشنل پارٹی کے ذمہ دار، اُس کی صوبائی cabinet کے ممبر ہے، صوبائی پریس سیکرٹری ہے اس دخان اچکزی جو گردے کا patient ہے۔ اور وہ بغیر دوائی بغیر انجکشن کے وہ ایک گھنٹہ بھی نہیں رہ سکتا۔ جناب اسپیکر! وہ چمن سے روانہ ہوتا ہے شام 7 بجے کے قریب کچلاک تک وہ گھر والوں کو اطلاع کر دیتا ہے کہ میں کچلاک پہنچا ہوں اور انشاء اللہ جلد کو مدد پہنچ جاؤں گا۔ اُس کے بعد اُس کا فون بند ہوتا ہے اور آخر اُس کے موبائل کو ایئر پورٹ روڈ پر trace کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! آج 29 اکتوبر ہے، ایک ماہ چار دن ہو گئے ہیں کہ وہ لاپتہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے وزیر داخلہ نے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے، پولیس نے لیویز نے، کسی ادارے نے، آج تک میری معلومات کے مطابق کوئی سنجیدہ اجلاس نہیں ہوا ہے۔ نہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس حوالے سے کوئی بات کی ہے نہ وزیر داخلہ

صاحب نے نہ کسی ایجنسی نے نہ کسی ادارہ نے یہ تکلیف کی ہے۔ کہ یا را یک بندہ ہے یا بارہے اُس کے بچے ہیں اُس کے گھروالے ہیں اُس کا کوئی پوچھنے والا ہوگا۔ آج تک اس حوالے سے کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ اگر کسی نے انغو اکیا ہے یا کوئی کسی کو سزاد دینا چاہا ہے۔ اس وجہ سے اُس کو انغو اکیا جاتا ہے یا کسی نے انغو برائے تاوان کے سلسلے میں اُسکو انغو اکیا ہو۔ تو کیا حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں اتنی بڑی حکومت ہے اتنے بڑے ادارے ہیں۔ امن امان پر سالانہ 40 ارب روپے جناب اسپیکر خرچ ہو رہے ہیں۔ ایف سی ہم نے requiste کیا ہے سالانہ اربوں روپے ہم ایف سی کو ادا کر رہے ہیں۔ ہم پولیس کو ادا کر رہے ہیں باقی اداروں ان کی intelligence agency selected ہے۔ تو یہ بندہ کہاں گیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت، آج اس حکومت اسblast کی اس ناہل حکومت کے دو سال سے زائد کا عرصہ ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! چین میں واقعات ہوئے، چین میں فائرنگ کی گئی پر امن شہریوں پر کس نے فائرنگ کی سارافوٹچ آ رہا ہے۔ چین میں blast ہوا پشین میں یویز الکاروں پر ہوا لورالائی میں اتنے دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔ لعل کثائی سنجاوی میں ہوا۔ زیارت میں ہوا۔ ہر نائی میں واقعات ہوئے اور ماڑہ میں واقعات ہوئے باقی اضلاع میں واقعات ہوتے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ آج تک کوئی بھی دہشت گرد اس حکومت اس وزیر داخلہ کسی نے بھی ایجنسی نے یہ کمال دکھایا ہے ”کہ ہم نے یہ بندہ پکڑ کر کے لایا ہے“۔ آج بھی چین سے کئی لوگ انغو ہیں اسد خان اچنزی انغو ہے باقی لوگ بھی ہیں وہاں بارکزی tribe کے تین بندے انغو ہیں دن دیہاڑے لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ رقم کے عوض لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ کیا democracy ہے یہ ایک پارلیمنٹی chief executive ذمہ دار ہے۔ جب اُن کے بس میں نہیں آتا وہ کچھ کرنہیں پار رہا ہے وہ resign کریں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ آپ کسی کو بتائیں کہ بس آپ صبر کریں کل آئے گا پرسوں گا، یہ ہو گا وہ ہوگ۔ اُس کا ٹیلیفون ہے اُس کا EMIE ہو گا کہاں ہو گا کہا trace ہے۔ پھر آپ نے یہاں کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ کہا گیا یہ بندہ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ایک time involve دینا چاہیے۔ جناب اسپیکر! آپ رولنگ پاس کریں کہ اتنے time میں اس بندے کو ہر حالت میں بازیاب ہوں۔ جس کسی کے پاس بھی ہے اگر کسی دہشت گرد نے کسی انغو برائے تاوان والوں نے انغو کیا ہے۔ تو اُس کے خلاف بھی کارروائی ہو۔ اگر کسی ادارے نے اٹھایا ہے وہ بھی حکومت کا فرض ہے اُن سے اس بندے کی جان خلاصی ہو۔ ہمیں تو یہ لگ رہا ہے جناب اسپیکر! کہ اس میں حکومت خود اس کے ادارے involve ہوں گے۔ ہمیں تو یہ لگ رہا

ہے۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ابھی تک حکومت معاشی طور پر ناکام ہے مہنگائی پر قابو نہیں پاسکی۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ مغرب کی اذان)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت جس طرح باقی تمام field میں ناکام ہے اسی طرح لوگوں کے سراور مال کی تحفظ دینے میں بھی ناکام ہے۔ آج وزیر داخلہ صاحب کو یہاں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایجاد کا حصہ تھا۔ آج اس gallary میں DIG پولیس اور سیکریٹری ہوم کو ہونا چاہئے تھا۔ دیکھیں جناب اسپیکر! آپ کی پوری خالی پڑی ہے۔ کوئی اس ایوان کے تقدس کا خیال ہی نہیں رکھتا۔ آپ رولنگ دیدیں جناب اسپیکر! کیوں یہ سب لوگ غیر حاضر ہیں۔ آج سب کو ہونا چاہئے تھا۔ تو میں مطالبہ کروں گا۔ جناب اسپیکر آج کی اس تحریک التوا کے حوالے سے کہ اسد خان اچکزی کو فوری طور بازیاب کیا جائے۔ اور حکومت کم از کم ایک ہفتہ کے اندر اندر اس ایوان کو آگاہ کرے کہ کیا کارروائی ہوئی ہے۔
شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نور محمد مرزا صاحب کو شش کریں تھوڑا مختصر کریں آج کی کارروائی کافی زیادہ ہے جی۔
جناب نور محمد مرزا (وزیر ملکہ پلک ہیلتھ انہیٹرنس اور بی واسا): جناب اسپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے یقیناً ہمارے معزز رکن اسمبلی اصغر خان کے چچازاد بھائی ہے ان کے اغوا کی ندمت ہے اور میرا یہ عرض تھا کہ یہ کارروائی کم از کم تسلسل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس طرح کے درمیان میں اگر ہم interfere کرتے ہیں تو کارروائی ساری رہ جاتی ہے تو میرے خیال ہر ایک کوشش کرتے ہیں کہ اپنے اپنے سوالات آگے لائیں۔ توجہاں تک اس بات کا تعلق ہے یقیناً ہمارے معزز دوست نے کہا کہ میرے خاندان کے یا میرے علاقے والوں پر گزر رہا ہے۔ واقعی ایک دردناک واقعہ ہے۔ ایک سیاسی اور ایک قبائلی شخصیت کا اغوا ہے۔ اور یہ میرے خیال میں گورنمنٹ جتنا گورنمنٹ سے ہو سکے اس کو کرنا چاہئے۔ کیونکہ گورنمنٹ یقیناً اس چیز کی ذمہ دار ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ اغوا میرے خیال میں ان کے خاندان کی طرف سے کسی کی نشاندہی نہیں ہوئی ہے نہ پارٹی کی طرف سے نشاندہی ہوئی ہے نہ کوئی اغوا کا معلوم ہے اور نہ کسی پر الزام ہے۔ ظاہری بات ہے گورنمنٹ نے اگر کوئی action لینا ہے تو کسی کی درخواست پر کسی کی نشاندہی پر۔ لیکن ایک طرف ہم گورنمنٹ کی کمزوری تو بیان کرتے ہیں دوسری طرف اس میں کسی حد تک ہماری یا فریق کی بھی ایک کمزوری ہے کہ وہ کسی کی کم از کم نشاندہی تو کریں اور گورنمنٹ کو یہ تو بتایا جائے ہمارے مدعا فلاح ہیں یا ہمارے فلاں لوگوں نے اغوا کیا ہے۔ گورنمنٹ ظاہری

بات ہے ان کو اگر پتہ چل جائے تو ظاہری بات وہ ایک منٹ درینہیں کرے گی action لے گئی اس پر لیکن یہ ہے کوئی جب معلومات کوئی نشاندہ نہیں ہے تو اس طرح گورنمنٹ کس کے پیچے جائے۔ یہ تو ناپہلا واقعہ ہے نا آخری، ظاہری بات ہے یہ واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے ساتھ اگر واقعی ہم نے تعاون کرنا ہے تو public عوام ان تمام پارٹیوں نے سب نے گورنمنٹ کو support کرنا ہے۔ اور گورنمنٹ کو اس طرح کے معاملات میں ان کی نشاندہی کرنی چاہئے۔ اور ان کو بتانا چاہئے کہ یہ فلاں جگہ پر کم از کم ہمیں شک ہے یا فلاں انوکار ہے۔ یا ان کا جو سلسلہ ہے شائد کسی کی مدعا ہوئی ہو یا کوئی دشمنی ہو گی۔ یہ پہلائیں ہے جس طرح ہمارے دوست یہ میرا خیال مناسب بھی نہیں ہے کہ ہم ہربات پر گورنمنٹ کی کمزوری ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک گورنمنٹ اس پر کسی حد تک ہم اگر یہ بات کریں کہ اگرنا کام رہی ہے ابھی تک نہیں کیا ہے لیکن یہ پہلی ناکامی نہیں ہے گورنمنٹ نا اس گورنمنٹ میں اس طرح کا انواع اس طرح کا واقعہ پہلے اگر نہیں ہوئی ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر واقعی یہ ہماری موجودہ گورنمنٹ کی ناکامی ہے یہ ایک روایت چلی ہے۔ ہمارے دوستوں کی حکومت میں sitting minister کے بیٹھے سردار مصطفیٰ ترین کا بیٹھا انواع ہوا پھر پتہ نہیں کس طریقے سے ان کو معلوم ہوا کہ انواع کا کوئی sitting secretary ہوا ہوا ہے پتہ نہیں پھر کتنے مہینوں کے بعد اس کو برآمد کیا۔ سال ڈیپھ سال کے بعد اس طرح اس وقت ہمارے ANP ارباب ظاہر صاحب دو سال انواع کاروں کے شکنخ میں تھے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اور نا گورنمنٹ کے ساتھ کم از کم جوڑ نا چاہئے۔ باقی ہم سارے ہماری گورنمنٹ ہے ہمارے ادارے ہیں ہمیں ان کو support کرنا چاہئے۔ اور جس کسی پر بھی ہمیں شک ہے۔ لیکن گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر پتہ چل گیا واقعی کوئی بندہ nominated ہوا کوئی فریق action ہوا اس کے بعد گورنمنٹ اگر nominated ہیں لیتی تو میرے خیال میں پھر گورنمنٹ کی کمزوری بھی آپ سمجھا جاسکتے ہیں اور اس کے بعد بھی اگر گورنمنٹ اس پر action نہیں لیتی تو آپ اس میں کوئی گورنمنٹ کو فریق اور موردا لازام ٹھہرا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک گورنمنٹ کو پتہ ہی نہیں ہے۔ ظاہری بات ہے گورنمنٹ کے اپنے ادارے ایجنس سرو سائز لگی ہو گئی معلومات دریافت کرتی ہو گئی۔ اور اسی طرح معلومات وہ حاصل کر سکتی ہیں کہ کوئی فریق ہوا اس کی مدد کریں یا پارٹی اُن کی مدد کرے یا خاندان کسی طرح کم سے کم اس کی نشاندہی تو کریں۔ لیکن ہم واقعی مدت کرتے ہیں اس طرح واقعہ کے، ہونا نہیں چاہیے یہ واقعہ پہلائیں ہے اور آخری بھی نہیں ہے۔ تو میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ ہم بھی اُن کے ساتھ تعاون کریں اور اس کی کم سے کم کوئی نشاندہی کریں تاکہ گورنمنٹ اس میں کامیابی کی

طرف گامزن ہو۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دمڑ صاحب۔ جی اصغر خان اچھزی صاحب۔

جناب اصغر خان اچھزی: شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو last agenda، حساس ایجمنٹ انتہائی اہمیت کے حامل ایجمنٹ اکوفویت دیکر priority پر اغوا کے کیس کو ایجمنٹ ایں رکھا۔ سب سے پہلے جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا جناب اسپیکر! جب آپ کے سامنے آپ کی پارلیمنٹ وقت نہیں رکھے گی تو پھر ہم کہاں جائیں۔ یعنی آج اس جیسے حساس مسئلے پر جو ایجمنٹ میں بھی شامل ہے، آپ کی وزارت داخلہ سے related منسٹر صاحب سے لیکے اُس کا ڈیپارٹمنٹ فوری جوابدی کیلئے حاضر نہیں ہے۔ یعنی میں آپ کے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اس پر آپ کی ایک روٹنگ آنی چاہیے۔ کم از کم ہمارے ڈیپارٹمنٹس، اُس میں ہمیاں ہو، ابجو کیش ہو، اسکیں داخلہ سے کوئی مسئلہ تعلق رکھتا ہو تو کم از کم اُس دن اُس ایجمنٹ کی مناسبت سے اُس کی حاضری یقینی ہونی چاہیے۔ یعنی آج آپ کی گیلری میں آپ بتادیں کہ کوئی بھی وزارت داخلہ سے related جو یہاں آپ کو چھٹ کے ذریعے سے یا با الفرض کری اگر آپ یہ کہہ دیں کہ مجھ سے چیزیں میں آ کے ملیں تو آپ کو ملنے کیلئے کوئی بندہ حاضر نہیں ہے۔ تو اس سے مراد ہم کیا لے لیں۔ اس سے مطلب ہم یہ لے سکتے ہیں کہ اس پارلیمنٹ کی جو عزت ہے، جو وقار ہے، جو احترام ہے یعنی دیکھنے کو ہمیں یہ مل رہا ہے کہ یہ ختم ہوتی جا رہی ہے اور جان بوجھ کے اس کو ختم کیا جا رہا ہے تاکہ کوئی جوابدہ نہ ہو۔ ہمارا مطالبہ سب سے پہلے یہی ہے کہ اس پارلیمنٹ کے سامنے ہر ایک جوابدہ ہے اور جب تک ہم پارلیمنٹ کو مقدس نہیں رکھیں گے جب تک ہم پارلیمان کو وقت نہیں دیں گے جب تک ہم اس کے وقار کو اہمیت نہیں دیں گے ہمارے مسئلے حل نہیں ہو سکتے ابھی آپ کے سامنے ہے۔ یعنی ہماری یہ گفتگو ہماری یہ تقاریر یہ صرف اور صرف وہ گفتائش ستا برخاستا والا حصہ ہوگا، کیونکہ کوئی جوابدہ نہیں ہے آپ کو جواب کیا دیگا کہ اس پر ہمارے یہاں تک پیش رفت ہوئی ہے۔ یہاں تک اس پر بات ہوئی ہے یا ہمارے ساتھ party wise عوامی نیشنل پارٹی یا فیملی واائز اسد خان کی فیملی ہمارے ساتھ اس حد تک اس مسئلے پر رابطے میں ہے تو کس سے ہم جواب مانگ لیں کیسے مانگ لیں۔ یعنی بس صرف اپوزیشن اور حکومت والا سلسہ چلے گا ایک سوال کریگا دوسرا جواب دیگا۔ جناب اسپیکر!

25 ستمبر کو یہ واقعہ ہوتا ہے، پھر اس کے بعد گورنمنٹ یا آپ پولیس ڈیپارٹمنٹ کہہ دیں۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی سی ڈی آر کے مطابق کہ اسد خان کی آخری کال وہ ائر پورٹ روڈ پر موصول ہوئی ہے پھر ہمارا وہی سوال ہے جناب اسپیکر! ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ کوئی کو سیف سٹی بنانے کیلئے دس ارب روپے ہم خرچ کرنے جا رہے

ہیں ہر چوک پر کیمرے نصب کئے گئے ہیں اور یہاں کوئی چیزوں ب بغیر ان کیمروں کی آنکھ سے گزرنہیں پاسکتی، تو پھر ہم کیا مطلب نکالیں کہ آج تک اسدخان تو خیر انسان ہے اُس کوہیں پر بھی چھپایا جا سکتا ہے۔ آج تک اُس کی گاڑی بھی recover نہیں ہوئی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ انداز کاروں کو با الفرض کریں اگر برائے تاداں کے لئے انہوں نے یہ قدم اٹھایا ہو گا تو اُس کے پانچ یا چھ لاکھ کی گاڑی سے کیا غرض ہے۔ دوسری بات یہ ہے میں قابل احترام نور محمد دو مر صاحب کی اس بات پر۔ یہ جو ہمارا آئین ہے یہ ہمیں عزت سے لیکر مال اور جان تک تحفظ فراہم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ جناب اپسیکر! یعنی ہم کس کے پیچھے جائیں، ہم کس کے سر پر ہاتھ رکھیں کس کی نشاندہی کریں۔ یہ لوگوں کا کام نہیں ہوتا ہے یہ حکومت کا اور حکومتی اداروں کا کام ہوتا ہے یہ ریاستی اداروں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس کو ضرور ڈھونڈ لیں جہاں سے کوئی واقعہ قوع ہوا ہو۔ لیکن ہم کس کے پیچھے۔ ہم نے تو FIR کاٹ دی ہے۔ ہم نے CDR کی پولیس سی ڈی آر کے مطابق last call اسداخان کو ہوئی ہے جوستی ہن کے فون پر آیا ہے وہ 9 بجکر 18 منٹ پر ایئر پورت روڈ پر اُس کو last message گیا ہے تو اُسی کے مطابق ہم نے FIR کاٹی ہے۔ آج تک ہم سے جس حد تک مدد مانگی گئی ہے ہم نے فراہم کی ہے، جہاں بھی ہمیں بلا یا گیا ہے، دوسری بات یہ ہے جناب اپسیکر! ابھی یہ معاملہ مشکوک ہوتا جا رہا ہے۔ جس طرح بات ہوئی کہ اسدخان کلذنی کا مریض ہے اُس کو ایک گردہ اُس کے بھائی نے donate کیا ہوا ہے وہ پچھلے تین سال سے چوبیس گھنٹے stride tablet پر زندگی گزار رہا ہے۔ جناب اپسیکر! stride tablet گولیاں آپ کی قوت مدافعت کو یعنی آپ ایک طرف سے عارضی دوائیوں پر چل رہے ہیں جس طرح ہم آکسیجن فراہم کرتے ہیں ہسپتال میں۔ جس طرح ہم مصنوعی دوائیوں پر مریض کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی وہ اس طرح کی حالت میں ہے تو پھر ہم یہ سمجھے کہ خدا نخواستہ اسدخان اس وقت زندہ نہیں ہے، تو پھر ہم اس کا یہی مطلب نکالتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں یہاں کھل کے کہوں جناب اپسیکر! اگر انداز برائے تاداں کیلئے اسدخان کو اٹھایا گیا ہو جس طرح نور محمد نے کہا یہاں کافی مثالیں موجود ہیں دس دن کے بعد بیس دن کے بعد میں میں تو خوانجوہ انداز برائے تاداں والے فون کرتے، کہ ہمیں لاکھ چاہیے، اور مغوی کی بات فیملی سے کراتے۔ لیکن آج تک میں اس ہاؤس میں on the record کہتا ہوں کہ آج تک اسدخان کا اس طرح کا کوئی فون نہیں آیا۔ دو مرتبہ اسدخان کے فون سے اُس کی فیملی کے نمبر پر گیا ہے مس کاں اور ایک مرتبہ اُس کے کزن کے نمبر پر پھر یہاں ہمیں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ہمارے پاس دنیا جہاں کا وہ ایڈوانس سسٹم بھی موجود ہے کہ اگر آپ کا موبائل بند بھی ہو تو ہم اُس کے IMEI Number پر اُس بندے کو ڈھونڈ سکتے ہیں۔ لیکن یہاں مس کاں کو

کہتے ہیں کہ ہم ڈھونڈنہیں سکتے۔ ہم کہاں جائیں کس کے سامنے اپنا معاملہ اور اپنا مقدمہ اور اپنا یہ مدعہ کھیلیں۔ جناب اسپیکر! جب آپ کہتے ہیں کہ CDR میں میتھ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ 9 جنوری 25 تاریخ کی رات کو بیٹک اسد خان کو متھ گیا ہے، جب ہم اُس کے باقاعدہ جناب اسپیکر! 12 اکتوبر اور 3 اکتوبر کی بات ہے 2 اور 3 اکتوبر کو اسد خان کے فون سے اُس کی فیملی کے اُس کے کزن اور اس کے دوست کے موبائل پر اُس کے مس کال جاتے ہیں ایک مرتبہ بھی نہیں دس، بارہ مرتبہ جاتے ہیں لیکن جب وہ attend کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک ہی گھنٹی کے ساتھ وہ بند ہو جاتا ہے۔ اور یہاں تک بھی ہوا ہے جب اُس کا کزن اسد خان کے بھائی امجد خان ایڈوکیٹ کو کہتا ہے کہ مجھے مسلسل اسد خان کے فون آرہے ہیں تو اُس نے ان سے کہا ہے کہ آپ میرے آفس آکے مجھے دکھادو۔ تو امجد خان اُس کا بھائی بتاتا ہے کہ میرے سامنے جب میں اُس کا مس کالیں دیکھ رہا تھا پھر ایک دو مس کالیں آئی اسد خان کے نمبر سے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے پوچھنا چاہتا ہوں پھر ہم کس کے پیچھے جائیں کس طریقے سے اپنا معاکس کے سامنے پیش کریں۔ جب کہا یہ جاتا ہے کہ ہم IMEI Number پر بھی کسی کو ڈھونڈ سکتے ہیں یہاں وہ گاڑی سمیت غائب ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں تسلیموں پر تسلیاں دے رہے ہیں۔ کوڑک ٹاپ بند ہے پانچ سے چھ دن ہر تال تھا آل پارٹیز کا چین کی طرف سے پھر ہمیں کہا گیا کہ آپ اس کو کھول دیں اور انشاء اللہ ہم بہت آگے تک گئے ہوئے ہیں۔ پھر ڈی سی آفس اور جو میں آفیسر ہیں ان کے سامنے درخوا شروع ہوا ہے اُس کے بعد پھر باقاعدہ ڈپٹی کمشنز اپنے بالا حکام کی طرف سے آگے اُس نے کہا کہ آپ ہمیں کچھ دن دے دیں انشاء اللہ کچھ نہ کچھ پیش رفت ہم نے کی ہوئی ہے ہم آپ کو خوشنگی دیں گے۔ 22 تاریخ کو وہ ٹائم بھی پورا ہو گیا۔ بھی جناب اسپیکر! اس کے بعد آپ ہمیں بتا دیں FIR تو ایئر پورٹ تھانے پر درج ہوئی ہے اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اُس ایف آئی آر کے پیچھے وہ حقائق تک اپنے آپ کو پہنچا دے جب وہ نہیں پہنچائے گی تو ہمارے لئے احتجاج کا خداخواستہ کل جب ایک ایسا راستہ ہم اختیار کریں گے جو اللہ نہ کرے اُس میں تشدد ہو جائے اُس میں ہمارے enforcement law اداروں کے ساتھ ہمارے ہی ان آل پارٹیز کے لوگوں کی خداخواست کوئی دست گریبان کا کوئی سلسلہ شروع ہو جائے تو پھر بھی ہمیں لوگ ملامت کریں گے۔ پھر بھی لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ لیکن لوگ کس حد تک بیٹھیں۔ اور یہ تو انتہائی غلط تصور ہے، جب پچھلی حکومت میں ہوئے تھے ہم نے کھل کے اُس پر بات کی جو بھی واقعات ہوئے۔ لیکن یہ سلسلہ پھر ہم یہ سمجھ بیٹھے کہ پچھلے میں ہوا ہے اور آج بھی ہو گا اور کل بھی ہو گا۔ بس یہ ہوتے رہیں گے۔ لوگوں کے پیارے اٹھائیں جائیں گے۔ یہاں منگ پر سزر کی ایک لمبی داستان ہے۔ اور پھر ایک ایسے شخص کے میں تو اکثر یہ

کہتا ہوں کہ اللہ نہ کرے میں تو اکثر اسد خان کے بھائی احمد خان سے کہتا ہوں کہ تم سمجھو! کہ تمہارا بھائی اسد مینگل بن گیا جس کی آج تک نہ سردار اختر جان نے نہ سردار عطاء اللہ خان نے فاتحہ لیا نہ آج تک اُس کی قبر کا اُن کو پتہ ہے کہ کہاں دفنایا گیا۔ کیونکہ اسد خان اس depression کو برباد شد نہیں کر سکتا ہے جناب اسپیکر! اُس کی جگہ پر کوئی صحت مند انسان ہوتا جا کے پھر بھی انسان امید رکھ سکتا ہے کہ کم و بیش ایک ڈبیٹھ ماہ گزارا کر لے گا۔ اُس کی حالت کچھ ایسی ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کے معمولی سی پریشر کی باتیں سن کے وہ کھپکپا جاتا تھا اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتا تھا۔ کیونکہ اُس کے اندر کی قوت مدافعت وہ مصنوعیت پر ہے۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو جناب اسپیکر! کم از کم آج کے دن کی مناسبت سے مستقبل میں اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے حوالے سے، آپ ایک ایسی رو لنگ دیں کہ کم سے کم ہمیں دو تین دن میں اسد خان سے متعلق حقیقت پر میں ایک ایسی معلومات آپ کوں جانی چاہئیں اس ایوان کے سامنے رکھ دینی چاہئیں تاکہ اُس کی فیملی کو اُس کی پارٹی کو، ہم سب کو اس میں تسلی ہو۔ لیکن ہم تو سب دیکھ رہے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ آج بھی اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو میں احتجاجاً نام حکوموں کے متعلق ایسی رو لنگ دے دیتا کہ ہر ایک جریان رہ جاتا کہ وہ اس طرح کی رو لنگ کی بھی توقع رکھ سکتا تھا۔ کیوں کہ اُن کے سامنے اس ایوان کا کوئی وقار نہیں ہے، کوئی بھی آپ کی گلیری میں اس طرح کا بندہ نہیں بیٹھا ہے کہ جس کو آپ اپنے چیمبر میں بُلا کر پوچھ گئے کر سکیں۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ کے اور اس ایوان کے توسط سے سختی سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اگر اسد اغوا کاروں کے شکنچ میں ہے تو یہ ریاست کی، اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اُس تک اپنے آپ کو پہنچا کر اُس کو باعزت بازیاب کروایا جاسکے۔ اور اسد خان ریاستی اداروں کے ہاتھوں میں ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس ملک میں عدالتیں ہیں قانون ہے۔ اسد خان کو لا کھڑا کر اُس کے خلاف FIR درج کر کے عدالتوں میں پیش کر کے جو بھی ایک مجرم کی سزا نہیں ہے اگر اُس سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے اُس کے مطابق اُس کو سزا دی جانی چاہیے۔ اور اگر اسد خان کی جگہ پر politically کوئی طریقہ کار اپنایا جاتا ہے تو اس کی ہم سختی سے نمٹ کرتے ہیں اور آپ کے توسط سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کم از کم اسد خان کو بازیاب کروانے کے لیے اس پارلیمنٹ کے توسط سے کوئی کردار ادا ہوں چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

(اس مرحلہ میں میر نصیب اللہ خان مری، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! میں کوشش کروں گا کہ میں مختصر اس پر بات کروں۔

ایک قرارداد اس دن آئی تھی، یہاں اس طرح کے واقعات پر بارہا اس اسمبلی floor پر بحث و مباحثہ ہوا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے ANP کے ایک ذمہ دار عہدے دار کے انواع کی مذمت کرتا ہوں اور جناب والا! اصغر خان کی باتوں کو تھوڑا آگے لے کر چلیں گے۔ دیکھیں اس ملک میں بلکہ پوری دنیا میں جتنے بھی جمہوریہ ہیں ان میں سپریم پارلیمنٹ ہوا کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کے فیصلے سپریم ہوا کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے فیصلوں کے خلاف جانا یہ کسی بھی ادارے میں جرأت نہیں ہوتی۔ لیکن ہم یہاں دکھتے ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم پارلیمنٹیریں نے ہی اس پارلیمنٹ کو اس کے وقار کو جتنا نقصان پہنچایا ہے وہ شائد کسی اور نے پہنچایا ہوگا۔ اب کچھ دن پہلے ہم نے یہاں خود جمہوریت کے علمبردار ہوتے ہوئے جمہوری انداز میں اس پارلیمنٹ میں پہنچتے ہوئے اُن جمہوری قوتوں کی اُن جمہوری forces کی جو تذلیل کی جو اس اسمبلی میں وہ نہ ملتی قرارداد ہم لے کر آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے خود اس پارلیمنٹ کو rubber stamp بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسی لیے یہاں جتنی بھی debates ہوتی ہیں۔ یہاں پچھلے دنوں کوئی میں گیس کے حوالے سے debate ہوئی جی ایم سوئی سدرن، کو یہاں بُلا یا گیا۔ لیکن اسیکر کے چیمبر میں تمام ممبران کی موجودگی میں، انہوں نے صاف اور دوڑوک الفاظ میں آپ سے کہہ دیا کہ میں گیس آپ کو نہیں دے سکتا۔ یہاں امن و امان کے حوالے سے کئی مرتبہ debates ہوئی ہیں، تھاریک التوا پیش ہوئی ہیں، قرارداد یہاں سے منظور کی گئی ہیں، آج دن تک کسی بھی قرارداد کا reply آپ کے پاس اس اسمبلی میں دوبارہ نہیں آیا ہے۔ جب بھی ہم نے امن و امان کے حوالے سے چیزوں کو یہاں زیر بحث لایا ہے، جس دن امن و امان کے حوالے سے اس house میں بحث ہوئی ہے یہ gallery جس طرح آج خالی ہے یہ ہمیشہ یہاں روایت رہی ہے کہ یہاں نہ Police IG آیا ہے نہ FC کے ذمہ داران آئے ہیں نہ آپ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ داران یہاں آئے ہیں۔ تو جناب والا! ان چیزوں کے حوالے سے آپ رولنگ بھی دیں کہ ہر اجلاس میں یہ روایت رہی ہے اس اسمبلی کی۔ آپ 2002ء کی اسمبلی سے میں خود بھی ممبر رہا ہوں اس اسمبلی کا، جب بھی یہاں اجلاس ہوا کرتے تھے میجر اشرف صاحب ہمارے چیف سیکرٹری ہوتے تھے وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے روز ملتے تھے۔ تو کم سے کم چیف سیکرٹری کو آپ پابند کر لیں کہ جب بھی اجلاس ہو وہ یہاں آجائیں۔ چیف سیکرٹری اس صوبے کے عوام کے ملازم ہے وہ Public servant ہے ہم جو یہاں بیٹھے تمام چیزوں کو زیر بحث لارہے ہیں، ہم Public Representatives ہیں۔ ہم نمائندے ہیں وہ ملازم ہیں۔ اُن کو یہاں آ کر عوام کے نمائندگان کے توسط سے جو عوام کے مسائل یہاں discuss ہوتے ہیں ان کو یہاں بیٹھ کر note لکھنے

چاہیے ان پر minutes لینے چاہئیں جو جو چیزیں یہاں discuss ہوتی ہیں ان کو note کر کے ان پر عملدرآمد کر کے اُس کو اس report house کو discuss کرنا چاہیے۔ یہ طریقہ کارہوتا ہے پارلیمنٹ کا یہ طریقہ کارہوتا ہے اُن ملکوں کا جہاں پارلیمنٹ سپریم ہوتی ہے۔ اگر پارلیمنٹ اور اس کے ممبران کو ایک چٹ بھیج کر ایک rubber stump کی طرح استعمال کیا جائے گا، تو حالات ایسے ہی رہیں گے۔ اب میں آتا ہوں اس دخان کے انواع کے حوالے سے۔ 25 ستمبر کو جیسے اصغر خان بھائی نے کہا کہ airport road سے اُس کو اٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جو ہمارے شہر اور airport کو connect کرتا ہے۔ جب صدر مملکت اور Prime Minister کوئی آتے ہیں وہ اسی route سے آتے ہیں وزیر اعلیٰ اور گورنر کا بھی یہی route Commander Southren Command کا route ہے۔ IG FC بھی یہی ہے اور یہ IG Police کا route بھی یہی ہے، اور یہ VIP route ہے اس میں ضرور کیمرے لگے ہوں گے، CCTV کیmerے ہوں گے۔ اُن کی فوٹو چھوڑ ہوں گی۔ تو یہ کیا وجہ ہے جناب والا! کہ آج دن تک ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود نہ اس دخان کا پتہ چل سکا نہ اس کو اٹھانے والوں کا۔ ابھی تک یہ بات مشکوک ہے کہ اس دخان کو پیسوں کے لیے انواع کیا گیا ہے یا اُس کو criminals نے اٹھایا ہے یا ریاستی اداروں نے اٹھایا ہے۔ ابھی تک یہ بات بھی ابہام میں ہے۔ جس طریقے سے تفتیش ہو رہی ہے یا جو تفتیش کی رفتار ہے وہ خود چیزوں کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ وہ انواع کاروں اور جرائم پیشہ افراد کی طرف سے اُس کو divert کر رہے ہیں کسی اور طرف۔ اور جناب والا! ہم اس معاشرے کا حصہ ہیں یہاں روز کا لشیتے والی گاڑیوں میں، کلاشنکوف بردار دنناتے پھرتے ہیں۔ death squads کی بھرمار ہے اُن سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آج اس دخان کو اٹھایا ہے کل میری باری ہے پرسوں دُمڑ صاحب کی باری ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ bannana state کا کرکھ دیا ہے ہم نے اپنے اس ملک کو، اس صوبے کو، اس معاشرے کو۔ تو جناب والا! یہ ریاستوں کا طریقہ کار نہیں ہوا کرتا۔ ریاستوں میں یہ رویے نہیں ہوا کرتے، ریاستوں میں ذمہ داری اس حد تک ہوتی ہے کہ کسی کی ایک معمولی سی مرغی بھی اگر گم جائے تو ریاست اُس کی ذمہ داری لیتی ہے اور ذمہ داروں تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے۔ جیسے اصغر خان بھائی نے کہا، 40 سال گزر گئے سردار عطاء اللہ مینگل جیسی ہستی کے بیٹے کو نہ ہم ڈھونڈ سکے نہ اُس کی قبر کو ڈھونڈ سکے نہ ہم اُس کے لیے فاتحہ کر سکے۔ یہاں ہزاروں کی تعداد میں مسخ شدہ لاشیں گرائی گئی ہیں پہاڑوں میں ویرانوں میں جن کوکتوں نے کہا لیا تھا، آج تک ہم نے اُن کی تحقیقات نہیں کی نہ ہم نے یہ زحمت گوارا کی، نہ اُن کے ذمہ داروں تک ہم نے پہنچنے کی کوشش کی۔ ٹوٹک میں سینکڑوں کے قریب

مسخ شدہ لاشوں کی ایک اجتماعی قبر دریافت ہوتی ہے اور جس شخص کے گھر کے سامنے سے وہ قبر دریافت ہوتی ہے ہم نے کبھی اُس کے دروازے کو لٹکھتا کر پوچھنے کی کوشش نہیں کی کہ آپ کے دروازے پر آپ کی چوکھت پر اتنی لاشیں دفنانے والا کون تھا۔ اس کے ذمہ دار آپ ہیں یا کوئی اور ہے۔ ہم نے اُس تحقیقات کی report کو معمولی سمجھ کر فائلوں کے نیچے دبادیا۔ اور آج دن تک نہ اس house کو اُس report کے بارے میں پتہ ہے نہ اس گورنمنٹ کو نہ اُس report کو آج دن تک publish کیا گیا، یہ report بھی حمود الرحمن کی report کی طرح ایک دن کسی اور ملک سے publish ہو کر ہمارے پاس آئے گی۔ اگر اُس پر کوئی inquiry ہوئی ہے اگر اُس کی inquiry report کوئی چھپی ہے تو اُس کو کم از کم اس house میں table کیا جاتا، کم از کم اس house کے ایک کروڑ بیس لاکھ عوام کے نمائندگان کو توبہ دیا جاتا کہ ان اجتماعی قبروں کے حوالے سے جو inquiry ہوئی تھی اُس کی findings یہ ہیں۔ تو جناب والا! میری آپ سے، چیز سے بھی یہ گزارش ہے کہ آپ رولنگ دیں۔ IG Police سمیت law enforcement کے ان تمام ذمہ داروں کو چیزیں میں بُلا کر ان کو اس اسمبلی کے سامنے جواب دہ بنا لیا جائے اور ان سے اسدخان کے بارے میں باز پُرس کی جائے۔ ہمارا یہ معاشرہ جنگل کے قانون کی طرف جا رہا ہے، یہاں کوئی بھی کسی کو بھی کپڑا کراغوا کر کے لے جائیں، کسی کی بھی عزت نفس کے ساتھ کھلیں، کسی کی بھی جان و مال کے ساتھ کھلیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ تو جناب والا! میں مختصر کروں گا میری آپ سے، چیز سے یہ درخواست ہے آپ فوراً کل یا monday کو Police IG اور ان تمام ایجنسیوں کو بُلا لیں جو اس تحقیقات میں شامل ہیں اور ان سے report مانگ لیں کہ تحقیقات کہاں تک پہنچی ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے اس رولنگ کی توقع کرتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیزِر مین: ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد ازا خلاف): بہت شکریہ جناب چیزِر مین صاحب ANP کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات اسدخان اچکزی 25 ستمبر کو اغوا ہوا ہے اور آج ایک ماہ سے زائد کا عرصہ ہوا ہے۔ ہمارے ہاں کتابوں میں یہ لکھا ہے آئین کا تقاضہ بھی ہے اور ہمارے قوانین کا تقاضہ بھی ہے کہ ریاست عوام کی جان و مال عزت و آبرو کی ذمہ دار ہے۔ اب یہ ذمہ داری اگر نہیں پوری کی جاتی تو ریاست کو کسی بھی صورت میں اُن حکمرانوں کا اُس منصب پر رہنے کا کوئی حق نہیں دیتی جو لوگوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ جناب چیزِر مین صاحب! اگر ہم میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچھے کے میرا

بھائی میراوالد میرا جو ان بیٹا اس طرح بے دردی سے ظالموں کے ہاتھوں اغوا ہوا ہے تو اُس کی کیا کیفیت ہو گی وہ اپنا حساب خود لگائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت میں تھوڑی تھوڑی سی حس ہوتی، تھوڑا سادہ ہوتا، تو اب تک اسدخان بازیاب بھی ہوتا اور قانون کی بالادستی بھی قائم ہوتی۔ لیکن جب حس نہیں ہوتی۔ اب یہ بھی کوئی بات ہے کہ آپ کو پہنچتا ہوں جگہ بتا دیں ہم اس کو پکڑ لیں گے۔ بھائی اگر ہمیں تھوڑا سا پتا ہوتا تو ہم آپ کا shelter کبھی نہ لیتے۔ ہمیں پتا ہوتا تو ہم خود جا کر اپنی طاقت کے مطابق اُس کو بازیاب کراتے۔ اس طرح بے حسی قبل افسوس ہے اس بے حسی کی جتنی نہ مت کی جائے وہ کم ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! PDM کا جو بیانیہ ہے وہ بھی تین باتیں صرف، پہلی بات یہ ہے کہ آئین کی بالادستی ہوتا کہ لوگوں کو سکون میسر ہوتا کہ لوگ اپنی جان و مال کی حفاظت سے بے غم ہو جائیں اُن کو یقین ہو کہ ہماری جان و مال محفوظ رہے گی اور قانون کی بالادستی، اگر آج بھی قانون کی بالادستی ہو، تو میں سمجھتا ہوں کہ جو قانون یہاں نافذ کرنے والے لوگ ہیں وہ سر جوڑ کر بیٹھے تھے اور 25 ستمبر کے بعد 26 یا 27 ستمبر تک اسدخان کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر کے اُس کو بازیاب کراتے۔ لیکن چونکہ قانون کی بالادستی ہے ہی نہیں، کسی کے مرنے سے کسی کے اغوا ہونے سے اور پھر یہ یہاں بھی ہے۔ اب اس یہاں شخص کی کیا کیفیت ہو گی؟ عامنو جوان بھی ان ظالموں کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے تو اُس کے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں جناب کے توسط سے کہ بے حسی اب اتنی ہو گئی ہے کہ، ویسے بھی اعتماد تو ایک ذرا کا بھی اس حکومت پر نہیں ہے۔ لیکن جب تک یہ بیٹھے ہیں، یوروکریسی سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اسدخان اچکزی کی برآمد کے لیے، اپنے تمام قانونی تقاضے پورے کریں۔ کیونکہ ہمیں اس regime سے کسی قسم کی توقع نہیں ہے۔ اصغر خان اچکزی ANP کے صوبائی صدر ہے، میں سمجھتا ہوں کیونکہ ہم بھی political worker ہیں، ہمارے بھی کارکن رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ اسدخان کے لواحقین سے زیادہ اصغر خان اچکزی غمزد ہے اور گزشتہ ایک ماہ سے حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے بھی جیخ جیخ کر کہہ رہے ہیں کہ خدار اسدخان کے بارے میں معلومات دیے جائیں، اسدخان کے بارے میں تقییش کی جائے جن لوگوں نے گرفتار کیا ہے اُن کو قانون کے حوالے کیا جائے۔ لیکن ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ جمیعت علماء اسلام کی جانب سے اپنی جانب سے میں اصغر خان صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح آپ کا بھائی اغوا ہوا ہے ہمارا بھی بھائی ہے جس طرح آپ کے بھائی کے ساتھ ظلم ہوا ہے اسی طرح ہمارے بھائی کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ پارلیمانی سطح پر بھی اور ہر طرح ہر سطح پر ہم مکمل آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ دیں گے۔ اور جناب چیئرمین صاحب! آخر میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ آپ کے سامنے یہ تمام معاملات ہیں اور

آپ جس علاقے سے belong کرتے ہیں وہاں بھی کیا کچھ ہوتا رہا ہے وہ ساری چیزیں آپ کو معلوم ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ جس طرح اختر حسین صاحب نے آپ کے سامنے بات رکھی کہ law enforcement agencies کو آپ بلا کیں تاکہ وہ اس اہم معاملے میں اپنے فرائض کا حق ادا کریں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: احسان شاہ! جی اسی سلسلے میں بات کرنی ہے؟ یہ ختم ہو جائے پھر اس کے بعد۔ جی احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اسپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس اہم نوعیت کے مسئلے پر ہاؤس کی رائے لے کے سب سے پہلے ایجنسی میں، گوکے یہ آخر میں تھا لیکن آپ نے ہاؤس سے رائے لے کے اس کو پہلے ایجنسی کے طور پر لے لیا۔ جناب والا! دوستوں نے اس پر کافی باتیں کیں میں اس پر زیادہ وضاحت میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن جس طرح اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہم ایسے ہر ایک کو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے یہ سوچنا چاہیے کہ خدا نخواستہ یہ اگر ہم میں سے کسی کے ساتھ ہوتا تو اُس کی کیا کیفیت ہوتی اور وہ کس اضطراب اور کس مشکل اور کس کیفیت سے دوچار ہوتا۔ ہم صرف اُس خاندان کے ساتھ ہمدردی کر سکتے ہیں۔ اُس پارٹی کے ساتھ ہماری تینا میں ہیں۔ لیکن ہم اخلاقی support دے سکتے ہیں۔ اگر عملی طور پر کسی نے اس مسئلہ کا مداوا کرنا ہے۔ اگر عملی طور پر کسی نے اسد خان کو بازیاب کرنا ہے تو وہ ہمارے پاس حکومت کے ادارے ہیں۔ حکومت اور اسی اسمبلی سے جو یہاں باتیں ہو رہی تھیں کہ آج پوری gallery خالی ہے اور اس طرح اہم نوعیت کی ایک تحریک التواجد ایجنسی پر آچکا تھا اور یہ ایجنسی اپر جو کچھ آتا ہے وہ تمام حکومتی organizations کو حکومت کے جتنے organ ہیں، پہلے ان کو اطلاع دی جاتی ہے جس طرح کے حکومت کے اس ہاؤس کے ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہاں ذمہ دار لوگ آتے۔ اب ہمیں نہیں پتا کہ وہ انہوں برائے تاداں ہے یا وہ کچھ اور ہے یا خدا نخواستہ ذاتی رنجش اور دشمنی کی بنیاد پر ہے۔ یا اس کے علاوہ کچھ ہے۔ اس ہاؤس کو کچھ نہیں پتا۔ کم از کم یہاں متعلقہ ذمہ دار اگر آفیسر آ جاتا وہ اتنا تو بتا دیتا ہے اس ہاؤس کو کہ جی ہم کھو ج میں لگے ہوئے ہیں اور ہم اس stage پر پہنچے ہیں اور یہ ہماری معلومات ہیں۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ان کے بھی بس سے باہر ہوتی ہیں۔ تو وہ ہاؤس کو نظر آتا وہ ہم دیکھ لیتے کہ ہاں یہ ان کے بس سے باہر ہے۔ اور جناب والا! افسوس تو یہ ہے کہ اسی ہاؤس سے تنخوا ہیں اُن کی منظور ہوتی ہیں اسی ہاؤس سے۔ یہی ممبران تنخوا ہیں منظور کرتے ہیں۔ یہی ممبران اُنکے D.A, T.A کے لئے پیسے منظور کرتے ہیں۔ یہی ممبران اُنکے عہدے اگر آپ گریڈیشن

کسی کی ہونی ہوتی بھی بجٹ کے دران بھی اسمبلی اُنکی منظوری دے دیتی ہے جتنی کہ ان کی گاڑی میں جو پڑول ڈالتے ہیں daily حکومتی فرائض انجام دینے کے لئے وہ بھی اُس کی منظوری اسی اسمبلی سے لی جاتی ہے۔ لیکن اسمبلی کی تقریباً اسمبلی کی عزت کا یہ حال ہے کہ اتنا ہم اچنڈا موجود ہے اُس پر بجٹ ہو رہی ہے اور اُس کام سے متعلق یہاں کوئی نظر نہیں آ رہا۔ بہر حال جناب والا! میں زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ مجھے ANP کے تمام ورکروں سے تمام لیڈر شپ سے، تمام دوستوں سے ہمدردی ہے اور میں دست دعا ہوں کہ اللہ پاک اس مشکل کو اُس خاندان کی اس مشکل کو اُس پارٹی کی اس مشکل کو اور خاص طور پر ہمارے colleague ہمارے محترم بھائی اصغر خان اچکزی صاحب جو اس کے لیے زیادہ ہی پریشان ہیں۔ پارٹی کے حوالے سے بھی اور family کے حوالے سے بھی اللہ پاک ان کی اس مشکل کو آسان فرمائے۔ شکریہ جناب والا!

جناب چیرمن: قادر نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: میں اپنی جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے جو تحریک اتو اپیش ہوئی ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات اسخان کے اغوا کی نہیں کرتا ہوں۔ واقعی ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ اور اُس کے بعد افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس معاملے میں کوئی پیشرفت نظر نہیں آ رہی ہے۔ بدانتی کی جو صورت حال ہے، ظاہر ہے ہر کوئی حکومت یہ چاہتی ہے کہ بدانتی کا خاتمه ہو۔ اغوا برائے تاوان نہ ہو معاملات صحیح سمت میں چلیں۔ لیکن جو صورت حال اسخان کے حوالے سے ہے میں عوامی نیشنل پارٹی کے جو قائدین ہیں اور کارکن ہیں اور اسخان کا جو خاندان جس مشکل میں ہے میں اپنی جماعت کی جانب سے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور یہ تو قریب رکھتا ہوں کہ ANP کے جو پارلیمانی ارکان ہیں، وہ حکومت کا حصہ ہیں اور Cabinet کا حصہ ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ یہ معاملہ نہ صرف cabinet میں اٹھایا جائے گا اور اس حوالے سے جو ہمارے متعلقہ وزیر ہے وزیر داغہ صاحب! پیشرفت کے حوالے سے انسانی بنیادوں پر کہ جو اغوا ہوا ہے یا جو بھی معاملہ ہے اُس کو منظر عام پر لا نہیں گے اور پیشرفت سے پارٹی کی جو لیڈر شپ ہے اور کارکن ہیں اُنکے خاندان کو آگاہ کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیرمن: ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ خزانہ): Thank you جناب اپنیکر! سب سے پہلے میں ANP کے پریس سیکرٹری کے اغوا پر ANP کے ساتھ اور ANP کے بیہاں جو ممبران ہیں، ان کے ساتھ اور خصوصاً اصغر خان صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ جب کوئی انسان missing ہوتا ہے اغوا ہوتا ہے

اُس کی تکلیف، ضرور جو مغوی ہے اُسکو بھی ہوتی ہے اور اُسکی family ہے اُسی طرح ایک کرب اور دکھ کے ایک مسلسل ایک سلسلے سے گزرتا ہے۔ اور وہ دکھ جو ہے، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکے دکھوں کا مدوا کرے۔ اسدخان صاحب کا ان غوا اور قعنقاً قبل نہ مت ہے کہ انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ لیکن ابھی تک ہم یہ کہنے سے قاصر ہیں کہ آیا ان غوا کا رکون تھے اس کے پیچھے کیا محکمات ہیں؟ اُس پر چونکہ بہتر طریقے میں یا بہتر انداز میں، جو متعلقہ وزیر ہیں، یہ جو یہاں کے وزیر داخلہ صاحب ہیں وہ بہتر دے سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ضرور اس پر کچھ کام کیا ہو گا۔ اداروں سے پوچھ گچھ کی ہوگی اُن سے معلومات لی ہوئی۔ تو وہ یہاں ہوتے تو شاید وہ بہتر انداز میں ایوان کو آگاہ کرتے اور اپنی بہتر انداز میں رائے دیتے۔ لیکن چونکہ ایک واردات ہوئی ہے جس نے بھی کی ہوگی جس طرح کے بھی اس کے محکمات ہوں گے اُس واردات میں ضرور جو ہماری ادارے ہیں اُن پر انہوں نے کام کیا ہو گا اور ضرور لو حقيقة کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ رابطے ہوں گے اُس کی FIR ہوگی۔ اُس پر کچھ پیش رفت ہوئی ہوگی۔ تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہماری جو خصوصاً میری اپنی اور ہم سب جتنے بھی ٹریڈری پنچر کے لوگ ہیں ہماری ہمدردیاں ANP کے ساتھ ہیں اور لو حقيقة کے ساتھ ہیں اور ہم ضرور ہوم منشڑ صاحب سے رابطہ کریں گے اُن سے پوچھیں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہیں گے کہ وہ اداروں سے رابطہ کریں، پولیس یا یویز سے کہیں، جو بھی متعلقہ ادارے ہیں تاکہ اُنکی بازیابی جلد از جلد ممکن بنائی جاسکے۔

Thank you

جناب چیئرمین: زادری کی صاحب! آپ نے بھی اس سلسلے میں بات کرنی ہے؟ حکومت کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اسدخان اچکزی کی بحفاظت بازیابی کے لیے جلد از جلد عملی اقدامات کرے۔ اور سیکرٹری داخلہ اس سلسلے میں اپنی تفصیلی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر اندر اسی میں سیکرٹریٹ کو بھجوادیں۔ جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! گزشتہ اجلاس میں میں نے آپ جناب کی طرح اسی کرسی پر بیٹھ کے ہاؤس کو چیئر کیا تھا اور میں نے اس دوران تین رو لنگزدی تھیں ایک اُن میں سے ایک یہ تھی کہ سلطنت اومان کی جانب سے جتنے لوگ بھرتی کیے گئے ہیں وہ ابھی تک اومان کیوں نہیں گئے ہیں؟ سیکرٹری اسمبلی فیڈرل گورنمنٹ سے پوچھ کے ایوان کو بتائیں۔ اُس رو لنگ کا ہے پتا نہیں اب تک مجھے تو کوئی feed back نہیں آیا۔ دور لنگزد اور تھیں ایک اپوزیشن لیڈر کی تھی وہ جو آئینی مسئلہ تھا وہ میں نے اسپیکر کی صواب دید پر چھوڑ دیا تھا کیمیٹی بنائے۔ تو میں نے جو تین رو لنگزدیں اُن کا مجھے feed back نہیں آیا اللہ جانتا ہے کہ آپ کی اس رو لنگ کا کیا حال ہو گا میں دست و دعا ہوں کہ یہ ٹھیک رہے۔

جناب چیئرمین: thank you شاہ صاحب۔ جی زادری کی صاحب!

حاجی زابد علی ریکی: سراہیہ میرا استحقاق میں تمام نمبروں سے بحثیت بھائی کہتا ہوں میرا استحقاق، شاہینہ صاحبہ چیئرپرنسن ہیں اور اسکے بعد قراردادوں پر آ جائیں، اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ آج میں ہوں گل آپ بھی اس میں ہوں گے۔

جناب چیئرمن: ہاؤس کے معز زار اکین جواس کے حق میں ہیں وہ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ چیئرپرنسن قواعد و انضباط کار و استحقاق مجلس کی رپورٹ پر جناب زابد علی ریکی، رکن صوبائی اسمبلی کے استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

(اس مرحلہ میں سردار بابرخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم!

محترمہ شاہینہ کا کڑ: میں چیئرپرنسن، مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 اکتوبر 2020ء تک توسعی منظوری دی جائے؟ تحریک کی تحریک استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 اکتوبر 2020ء تک توسعی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس کی رپورٹ بر جناب زابد علی ریکی، رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 اکتوبر 2020ء تک توسعی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مجلس کی رپورٹ بر جناب زابد علی ریکی، رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 اکتوبر 2020ء تک توسعی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرپرنسن مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات! مجلس کی رپورٹ پر جناب زابد علی ریکی اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش کریں۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: میں شاہینہ کا کڑ، چیئرپرنسن، مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات مجلس کی رپورٹ بر جناب زابد علی ریکی رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مجلس کی رپورٹ بر جناب زابد علی ریکی رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 ایوان میں پیش ہوئی۔

چیئرپرنسن، مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات مجلس کی رپورٹ بر جناب زابد علی ریکی، رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: میں چیئرپرنسن، مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات تحریک پیش کرتی ہوں کہ مجلس کی

رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی، رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 کو مجلس کی سفارشات کے بوجب فی الفور زیرغور لا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 کو مجلس کی سفارشات کے بوجب فی الفور زیرغور لا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی تحریک استحقاق نمبر 3 مجلس کو سفارشات کے بوجب فی الفور زیرغور لا جاتا ہے۔ چیئرمین، مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: میں شاہینہ کا کڑ چیئرمین مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات تحریک پیش کرتی ہوں کہ مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق نمبر 3 مجلس کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی تحریک استحقاق نمبر 3 کو مجلس کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مجلس کی رپورٹ برجناب زادبعلی ریکی رکن اسمبلی تحریک استحقاق نمبر 3 کو مجلس کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جاتا ہے۔

مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کیا جانا۔ اس پر آتے ہیں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور! مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ ماہ جبین شیران: میں ماہ جبین شیران پارلیمانی سیکریٹری، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت حاجی محمد نواز کا کڑ رکن صوبائی اسمبلی کو پیلک اکاؤنٹس کمیٹی کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا حاجی محمد نواز کا کڑ رکن صوبائی کو پیلک اکاؤنٹس کمیٹی کا رکن منتخب کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہذا حاجی محمد نواز کا کڑ رکن صوبائی کو پیلک اکاؤنٹس کمیٹی کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامی کو پُر کرنے کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ماہ جبین شیران: میں ماہ جبین شیران پارلیمانی سیکریٹری، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت میر یونس عزیز زہری رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے حکمہ ہاؤسنگ، فزیکل پلانگ

و شاہراہات و تغیرات کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا میر یونس عزیز زہری رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے ہاؤسنگ، فزیکل پلانگ و شاہراہات و تغیرات کا رکن منتخب کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ میر یونس عزیز زہری رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ ہاؤسنگ، فزیکل پلانگ و شاہراہات و تغیرات کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ماہ جبین شیران: میں ماہ جبین شیران پارلیمانی سکریٹری، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تو اعدوان ضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت جناب اصغر علی ترین رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ آپاشی، توانائی، ماحولیات جنگلات و جنگلی حیات کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا جناب اصغر علی ترین رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ آپاشی، توانائی، ماحولیات، جنگلات و جنگلی حیات کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور، مجلس قائدہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ماہ جبین شیران: میں ماہ جبین شیران پارلیمانی سکریٹری، وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تو اعدوان ضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت جناب زادبعلی ریکی رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈولپمنٹ اتحاری، گواڑ ڈولپمنٹ اتحاری بلوچستان کوٹل ڈولپمنٹ اتحاری و شہری منصوبہ بندی و ترقیات کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا جناب زادبعلی ریکی رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈولپمنٹ اتحاری، گواڑ ڈولپمنٹ اتحاری، بلوچستان کوٹل ڈولپمنٹ اتحاری و شہری منصوبہ بندی و ترقیات کا رکن منتخب کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ جناب زادبعلی ریکی رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائدہ برائے محکمہ بلدیات، بلوچستان ڈولپمنٹ اتحاری، گواڑ ڈولپمنٹ اتحاری، بلوچستان کوٹل ڈولپمنٹ اتحاری و شہری منصوبہ بندی و ترقیات کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون پارلیمانی امور مجلس قائمہ کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُرد کرنے کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ماہ جمین شیران: میں ماہ جمین شیران پارلیمانی سیکریٹری، وزیر قانون پارلیمانی امور کی جانب سے تو اعدوان ضباط کا رہ بلوج چنان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ قاعدہ نمبر 134 کے تحت ٹائٹس جانسون رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے زراعت و کواپریو سوسائٹی، لاپیو اسٹاک و ڈیری ڈولپمنٹ، ماہی گیری اور خوراک کا رکن منتخب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا جناب ٹائٹس جانسون رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے زراعت و کواپریو سوسائٹی، لاپیو اسٹاک و ڈیری ڈولپمنٹ، ماہی گیری اور خوراک کا رکن منتخب کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہذا جناب ٹائٹس جانسون رکن صوبائی اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے زراعت و کواپریو سوسائٹی، لاپیو اسٹاک و ڈیری ڈولپمنٹ، ماہی گیری اور خوراک کا رکن منتخب کیا جاتا ہے۔

جی جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں؟

میرا ختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! میں پیش کرتا ہوں اور بات بھی کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: توجہ دلا و نوٹس کے متعلق وہی جواب دے سکتیں گے چونکہ وہ یہاں نہیں ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: نہیں جناب اسپیکر! یہ جان بوجھ کے کیونکہ پہلے کو روکا کا بہانہ کر کے منظر صاحبہ کو غائب کر دیا گیا۔ جو ذمہ دار ہماری پارلیمانی سیکریٹری صاحبہ ہیں ان کو غائب کر دیا گیا آج تو ان کا کرونا میٹ بھی ماشاللہ آگیا۔ وہ گزشتہ اجلاس میں جب یہاں جمہوری قوتوں کے خلاف نہ ملتی قرارداد۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوئی ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو: نہیں نہیں جناب اسپیکر! جب سیاسی قوتوں اور جمہوری قوتوں کے خلاف قرارداد کی بات آتی ہے نہ مت کی بات آتی ہے محترمہ ٹھیک ہوتی ہیں وہ اسمبلی میں بھی آتی ہیں۔ جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ صوبائی حکومت اس سے پہلے last اجلاس میں بھی، جناب اسپیکر! آپ تھوڑا سا House کو in order کر دیں جناب اسپیکر! آپ کی تھوڑی توجہ چاہوں گا۔ تو جناب اسپیکر! اس سے پہلے گواہ کی زمینوں کے حوالے سے میری ایک تحریک ہے۔ توجہ دلا و نوٹس تھامیر اس کے حوالے سے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں۔ اس وقت موجودہ صوبائی حکومت ایک لینڈ مافیا بن چکی ہے۔ اب دیکھتے جناب اسپیکر! یہ جو زمین جس کے حوالے سے میرا جو توجہ دلا و نوٹس ہے آج یہ دوسری مرتبہ table ہو رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے جو ذمہ دار ہیں جنہوں نے جواب دینا ہے وہ مسلسل اس توجہ دلا و نوٹس کی وجہ سے غیر حاضر ہو جاتی ہیں۔ جس دن یہ توجہ

دلاو نوٹس اسمبلی میں table ہوتا ہے۔۔۔ (مداخلت) آپ نے دیا ہے میں QDA والی کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! جس طریقے سے جہاں بھی صوبائی حکومت کو بلوچستان میں زین نظر آ جاتی ہے وہ اس زین کو قبضہ اور ہڑپ کرنے کیلئے مختلف طریقہ کا روشن کرتی ہے۔ اب یہاں جو کیوڈی اے کی زین ہے یہ پرانی سبزی منڈی جو ہماری ہوا کرتی تھی سرکی روڈ یہ زین یہاں واقع ہے جس کے حوالے سے میں نے یہ نوٹس لایا ہے۔ جناب والا! یہاں سے سبزی کو شفت اس لئے کیا گیا کہ یہ شہر کے درمیان میں ہے رش ہے ٹریک ہے جس کی وجہ سے سبزی منڈی کو ہزار گنجی شفت کیا گیا ہے۔ اب جناب والا! یہ جو میں نوٹس لے کر آیا ہوں اس نوٹس میں اب اس زین کو ایک investment board بنایا گیا ہے۔ جس کے حوالے سے انہی لینڈ مافیا کے لوگوں کو یہ زین دی جا رہی ہے پلازے بنانے کیلئے جن کو گودار کی زمینوں کا سودا کیا گیا تھا ہاشوانی کیسا تھا اب ان کی اس سودا کے حوالے سے گودار میں ہاشوانی کی زمینیں بحال کی گئیں۔ اس کیوڈی اے کی زین پر بھی جناب والا پلازے بنانے کیلئے دی گئی ہے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر حکمہ خزانہ): جناب اسپیکر توجہ دلاو نوٹس اس وقت تک کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جب کوئی جواب دینے والا ہو۔ ہمیں تو اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔

میر اختر حسین لالگو: جناب اسپیکر! میں اس ایوان کے ریکارڈ کیلئے اپنی باتیں اس ایوان میں رکھنا چاہوں گا کیونکہ یہ ایک سال یہ قبضہ مافیا صوبائی حکومت ایک سال تک ان موصوف کو اس اسمبلی میں نہیں چھوڑے گی جس دن یہ تحریک ٹیبل ہوگی اس دن ان ان موصوف کو کبھی کرونا کے بہانے سے کبھی ملیریا کے بہانے کبھی ٹائیفی نیڈ کے بہانے سے کبھی کسی اور بہانے سے کبھی عمرے کے بہانے سے کبھی سرکاری دوروں کے بہانے سے ان کو غائب کرتے رہیں گے۔ یہ موصوف حضرات یہاں حاضر نہیں ہوں گے کیونکہ یہ قبضہ گیر حکومت ہے جناب والا۔۔۔ (مداخلت -شور) میں اس پر نام بھی آپ کو دے سکتا ہوں کہ کن کن لوگوں کو پلازے بنانے کی اجازت دی گئی ہے اور سرکاری اہم عہدوں پر فائز لوگوں کے رشتہ داروں کو یہ زمینیں دی گئی ہیں پلازے بنانے کیلئے۔۔۔ (مداخلت -شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دونوں تشریف رکھیں۔

وزیر حکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! آپ ایک مہربانی کر کے رواز چیک کریں اگر جہاں جس پر یہ سوال بتا ہے وہ یہاں اسمبلی نہ ہو تو کیا وہ سوال پوچھ سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اسپیکر کی مرضی ہے جسے موقع دیں جس کو موقع نہ دیں۔

وزیر یحییٰ خزانہ: جو متعلقہ ہمارے ممبر ہے یا پارلیمنٹی سیکرٹری ہے وہ یہاں موجود نہیں ہے۔

میر اختر حسین لانگو: گورنمنٹ کوئی شہر کے عین بیچ میں اہم سرکاری زمینوں پر قبضہ کر رہی ہے گورنمنٹ بیچ رہی ہے پلازے بنانے کے بیچ گی جس مقصد کیلئے سبزی منڈی کو ہٹایا گیا تھا کہ کرشمہ ہے وہ مقصد بھی فوت ہو رہا ہے۔ یہاں پلازے بنیں گے تو یہاں دوبارہ ایک جم غیر ریک آ جائیگی۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): ایک وزیر کے خلاف یہ توجہ دلانوں لایا ہے وہ اگر آج غیر حاضر ہے تو حکومت responsible اس کی collectively ہے حکومت نے اگر یہ حقیقی بات ہوئی ہے اس کو بھاگنا نہیں چاہیے بلکہ ان کو یہاں بیٹھ جانا چاہیے بھاگیں گے تو بھی یہی پوزیشن ہو گی اس لئے ہماری گزارش ہے کہ حکومت collectively کو اس کی ذمہ دار قرار دیکر یہ جو قبضہ مافیا کا جس اختر حسین نے توجہ دلانوں رکھا ہے اس پر ان کے خلاف تادبی کا رروائی کی جائے اور ان کے خلاف نوں لیا جائے یہ میری گزارش ہے۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر، پا سٹ آف آرڈر ہے، اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاہ صاحب! اسی سے متعلق ہے یا کوئی اور ہے؟

سید احسان شاہ: یہ بات ختم کرنا چاہتا ہوں، آگے میرے علاقے سے متعلق کچھ چیزیں ہیں وہ بعد میں جناب سے اجازت لوں گا۔ جناب! میری رائے یہ ہے کہ دیکھیں یہ ابھی چونکہ متعلقہ محترمہ موجود نہیں ہے یا محترم موجود نہیں ہے تو بہتر یہ ہوتا کہ آپ اس کو defer کریں اگلے اجلاس کیلئے، اگلے اجلاس میں باقاعدہ وہ اپنی تحریک پیش کریں اور ان کو جواب دینا چاہیے باوس کے اندر، تو یہ آج ختم نہیں ہونا چاہیے اگر محترم ممبر بہتر سمجھتے ہیں defer ہونا چاہیے اس کو اگلے اجلاس کیلئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب یقیناً آپ نے صحیح کہا، چونکہ میدم یہاں نہیں ہے توجہ دلانوں کو اگلے اجلاس کیلئے defer بھی کیا جاتا ہے اور انہیں پابند بھی کیا جاتا ہے کہ وہ اس دن اپنی حاضری یقینی بنائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلانوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں وزیر یحییٰ بلڈیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرتا ہوں کہ کوئی میں اور اطراف میں ڈیری فارمز قائم کیے گئے ہیں جن کی بدبو سے علاقے کے مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اور حکومت نے ان ڈیری فارمز کو کوئی شہر سے باہر منتقل کرنے کیلئے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں؟ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ concerned minister نہیں ہے، تو یہ بھی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں باقی منستر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ریونیو کے اور فناں منستر صاحب ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کو بھی اگلے سیشن کیلئے defer کیا جاتا ہے اور منستر کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی حاضری یقینی بنائیں تاکہ وہ اس سے متعلق آپ کو صحیح جواب دے سکیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار یار محمد رند صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرضیاء اللہ لانگو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ثناء اللہ بلوج صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لال صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

چونکہ مورخہ 23 اکتوبر 2020 کی اسمبلی نشست میں قرارداد نمبر 87 پیش ہوئی تھی اور محرک نے قرارداد کی admissibility پر بات کر لی تھی۔ کورم کی نشاندہی کی وجہ سے قرارداد پر باقی اراکین اسمبلی نے بحث میں حصہ نہیں لیا۔ لہذا جوا را کین اسمبلی قرارداد نمبر 87 پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری صاحب کو چھوادیں۔ زیریے صاحب! آپ بات کریں جب تک اور نام آتے ہیں اور کوشش کریں مختصر کریں کیونکہ آج کا رروائی پوری کرنی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: شکریہ جناب اسپیکر۔ جو قرارداد بھی ہاؤس کے سامنے ہے، اس سلسلے میں میں نے ایک تحریک التواب بھی جمع کرائی تھی۔ جناب اسپیکر! وفاقی حکومت کی جانب سے ایک صدارتی آرڈیننس جاری ہوا جس کو تقریباً ایک ماہ تک خفیہ رکھا گیا۔ اور اس آرڈیننس میں جناب اسپیکر! جو جزاڑ ہیں سندھ اور بلوجستان کے اُن جزاڑ کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے جو کہ ایک غیر آئینی اقدام ہے۔ جناب اسپیکر! اگر اس کو آئینی لحاظ سے دیکھیں تو constitution کا آرٹیکل 172 اگر آپ پڑھیں اور اس کے بعد 239 سب سیکیشن 4 آپ پڑھیں، اس میں جناب اسپیکر! واضح طور پر ہے کہ ان جزاڑ کی پہلی ملکیت وہ صوبوں کی ہے۔ مگر وفاق نے جس طرح occupation کی ہے، قبضہ گیری کا انہوں نے سلسلہ شروع کیا اس میں انہوں نے جا کر کے ان جزاڑ کو اپنی تحویل میں لیا۔ جناب اسپیکر! اب اس کا یہ ایک سائیڈ ہے کہ وہ وہاں جزاڑ میں جا کر کے وہاں ہوٹل بنائیں گے، تفریح گاہیں بنائیں گے، پینہیں کیا بنائیں گے۔ جناب اسپیکر! اس سے سب سے زیادہ وہاں نقصانات ہوں گے ماحولیات کے، کیونکہ وہاں مختلف قسم کی سمندری جو حیاتیات ہیں، حشرات ہیں، پرندے ہیں، مچھلیاں ہیں، وہاں سمندری کچھوے ہیں ان کا گزر بسراں ہی جزاڑ میں ہوتا ہے۔ لیکن جب بہت سارے پرندے ہیں جو بہت زیادہ سردویں کے موسم میں وہ اپنا آشیانہ ان سمندری حدود میں قائم ان جزاڑ میں کرتے ہیں، اُن کا خاتمه ہو جائیگا۔ وہ سمندری کچھوے جو ان جزاڑ میں جاتے ہیں ان کا خاتمه ہو جائیگا، وہ جگلات جو ان جزاڑ میں قائم ہیں ان کا خاتمه ہو جائیگا ان جزاڑ کے قبضہ کرنے سے نہ صرف یہ ہے کہ ایک جانب صوبے کی ملکیت پر قبضہ ہے، دوسری جانب جیسا میں نے کہا کہ ماحولیات سے بھی ان کا بہت بڑا تعلق ہے۔ جناب اسپیکر!

اس بارے میں بہت کچھ لکھا بھی گیا ہے۔ بہت سارے لوگوں نے ان ماہرین نے اس پر لکھا ہے کہ وفاقی حکومت کیا کرنے جا رہی ہے، ان کے کہنے کے مطابق اسمبلی in-Session ہے قومی اسمبلی۔ قومی اسمبلی وجود رکھتی ہے ان دنوں میں ان جزاں کے حوالے سے آرڈیننس لانا اور یہ بھی غیر قانونی ہے کہ آپ نے ایک ماہ تک اس آرڈیننس کو چھپائے رکھا۔ کیوں آپ نے چھپائے رکھا؟۔ کیا آپ ڈر رہے تھے؟ اور پھر میں نہیں سمجھ رہا کہ ہماری یہ صوبائی حکومت جو یہاں قائم ہے سندھ کی صوبائی حکومت نے آواز اٹھائی کہ آپ نے ہمارے جو دو جزاں پر ابھی پہلے اسٹیپ پر آپ وہاں جا رہے ہیں یہ غیر قانونی ہے حکومت نے کہا وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا اور اسمبلی کے اجلاس میں وہاں قرارداد پیش ہوئی۔ قرارداد منظور ہوئی۔ even کہ حکومتی پارٹی پیٹی آئی کے لوگوں نے اس قرارداد کی حمایت کی یہ بہت بڑی تبدیلی ہے۔ لیکن ہماری حکومت یہاں قائم ہے یہاں وزیر اعلیٰ صاحب ہیں جو سارا دن پیٹی ایم کے خلاف ٹویٹ کرتے رہتے ہیں سارا دن ہماری لیڈر شپ کے خلاف۔ تو کیا اس جزیرے پر قبضے پر وہ کیوں خاموش ہیں؟ کیونکہ ان کی حکومت کسی کا بینہ مبرنے آج تک کوئی بیان نہیں دیا ان پر صرف جو چیز آج طاری ہے وہ پیٹی ایم کے پچیس اکتوبر کے وہ جلسہ جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ وہ جلسہ جس میں سارا شہر امنڈ آیا تھا سارا صوبہ امنڈ آیا تھا کوئی شہر کی تمام سڑکیں ہزاروں لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اصل میں ان ذہینوں پر وہ جلسہ طاری ہے۔ اب وہ بوکھلا ہٹ کا شکار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے کو حقیقی اگر آپ اپنے آپ کو چیف ایگزیکیوٹو کہتے ہیں اگر آپ اپنے آپ کو کا بینہ مبران کہتے ہیں۔ آپ کو اس آرڈیننس کے خلاف پہلے روز بیان دینا چاہیے تھا کہ آپ نے occupation کیا ہے آپ نے قبضہ کیا ہے آپ نے ہمارے ساحل پر قبضہ کیا ہے آپ نے ہمارے جزاں پر قبضہ کیا ہے اور یہ غیر قانونی ہے جناب اسپیکر! تمام دوستوں سے میری گزارش ہوگی کہ ان جزاں پر قبضہ ہونے سے جو خرابی آئی گی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اُس کے نقصانات انتہائی زیادہ ہیں۔ لہذا میں تمام ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر حکومت بھی ہمارے ساتھ دے اور یہ منظور کرائیں، Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی اصغر خان اچنڈی صاحب! کوشش کریں مختصر کریں۔ کارروائی زیادہ رہتی ہے۔

جناب اصغر خان اچنڈی: سر! میں بالکل دوہی باتوں میں اپنی بات سمیٹ لوں گا۔ جناب اسپیکر! یقیناً یہ بلوجستان، پشتو نخوا اور سندھ جو کافی مطلب forty seven سے لیکر آج تک اپنے وسائل کے حوالے سے رونا رور ہے ہیں گوارد کی کیا صورتحال ہے صوبہ پشتو نخوا کے جو hydel profit ہے اس کی کیا صورتحال ہے اسی طرح ہماری گیس کی کیا صورتحال ہے؟ تو یہ بھی ایک کوشش ہے اس آرڈیننس فیکٹری جو پر یہ یہ نہ ہاؤس کی

صورت میں بنی ہوئی ہے روز کوئی ناکوئی وہاں سے آرڈیننس جاری ہوتا ہے اور چھوٹے صوبوں کے وسائل پر اس کے جزاً پر قبضہ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ خاص کراٹھار ہویں آئینی ترمیم کے بعد اس وقت کے وفاقد کو جو مشکلات درپیش ہیں پہلے تو انہوں نے کوشش کی کہ وہ اٹھار ہویں آئینی ترمیم کو روپیک کردیں پلیٹکل فورسز کے پریشانی کی وجہ سے جب تھوڑا بہت اس سے پیچھے ٹھنے شروع ہو گئے تو دوبارہ ابھی جزاً اور اسی طرح ان کی نظریں ہمارے ان صوبوں کے بیہاں کے غیروالوں کے وسائل پڑی ہوئی ہیں تو یقیناً اخلاقاً تو قاضی فائز عیسیٰ کے فیصلے کے آنے کے بعد اس صدر کو اخلاقاً تو مستغفل ہو جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ مزید حق نہیں رکھتا جب اس نے ایک اس کے خلاف وہ move کی تھی اور اس پر سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی آگیا تو اخلاقاً اس کو as صدر مزید رہنا ہی نہیں چاہیے میں اس پر زیادہ ڈبیٹ بات کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ میری یہ request ہے اس ہاؤس سے ہم اس کو فی الفور منظور کر دیں تاکہ ہم ایک صحیح نمائندگی اپنے علاقے اور اپنے عوام اور اپنے صوبے کی کرسکیں، بڑی مہربانی۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جس طرح میرے دوست اصغر خان نے کہا کہ اس کو مشترک قرارداد قرار کی شکل دیکر اسکو منظور کیا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو صدارتی آرڈیننس گزشتہ ایک آرڈیننس کے تحت بلوجستان اور سندھ کے جو جزاً ہیں ان کو مرکز نے اپنی تحویل میں لیے ہیں اور اس پر پاکستان کے اندر میں نہیں کہتا ہوں کہ بلوجستان بلکہ پورے پاکستان کے اندر اور گزشتہ دونوں پی ڈی ایم کے جلسے میں جس طرح اس کی شدید مذمت کی گئی اور سندھ کے وزیر اعلیٰ نے بھی اس کو سپریم کورٹ میں چلیخ کرنے کے ساتھ ساتھ سینٹ میں بھی اور اپنے صوبے کے اندر صوبائی حکومت کی ایک مشترک قرارداد کے طور پر انہوں نے اس کو پہلے ہی منظور کیا ہے۔ تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس طرح میرے دوست اصغر خان نے کہا کہ اٹھار ہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو جو تھوڑی بہت صوبائی خود مختاری ملی تھی۔ اور اس کو کسی نہ کسی طرح روپیک کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس میں اگرنا کامی کے بعد یورپ کریمی نے جس طرح حکومت کو پٹی پڑھائی اور صدارتی آرڈیننس کے تحت جو آئین کی آرٹیکل نمبر 172 اور 239 کے سب سیکشن 4 کے خلاف ورزی ہے تو میں کہتا ہوں آج پورا ایوان یہ سفارش کرتا ہے کہ یہ صوبوں کے اندر جو شدید بے چینی اور احساس محرومی پائی جاتی ہے اس لئے اس قرارداد کو متفقہ طور پر فی الفور منظور کیا جائے، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب، سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اسپیکر! میں آپ کا انہائی مشکور ہوں کہ آپ نے بہت ہی اہم قرارداد پر مجھے

کچھ گزارش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! اس سے قبل میں ایک نقطہ اعتراض پر ایک وضاحت دے چکا ہوں اس فور کے پر لیکن میں اب یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ اپوزیشن اور حکومت کا نہیں ہے یہ مسئلہ کسی منشی اور کسی ادارے یا کسی سے بھی autonomous body کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بلوچستان میں رہنے والے ہر بلوچستانی کا ہے۔ بلکہ میں اس سے آگے کہون گا کہ یہ پاکستان کے فیڈریشن میں رہتے ہوئے ہر اس پاکستانی کا مسئلہ ہے جو اس ملک کو ایک خود مختار اچھا خوبصورت اور اپنے ارمانوں کا امین دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ ان سب پاکستانیوں کا مسئلہ ہے۔ اب دو بندے اگر ایک گروپ بیٹھ کے اسلام آباد میں اپنی طرف فصلہ لے لیتے ہیں جو ان کے investors باہر کے ملکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں جن کی dual nationality ہے اور وہ ایک پلان دیدیتے ہیں کہ جناب اگر یہ جزاً پاکستان کے یہ ہمارے under investment آئیں تو ہم اس طرح زبردست investment لے آئیں گے ہم یورپی investment لے آئیں گے ہم فلاں جگہ سے investment لے آئیں گے۔ تو یہ جناب والا! ان دو چار بندوں کا ذہنی اختراع ہو سکتا ہے یا ان کی خواہش ہو سکتی ہے۔ لیکن میں بر ملا اس فلور پر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ investment لانا چاہتے ہیں اگر وہ وہاں invest کرنا چاہتے ہیں تو کونسے ایسے قوانین ہیں جو مانے ہیں۔ اس وقت جو راجح قوانین ہیں ان میں سے کوئی قانون ایسا نہیں ہے جو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالے۔ صوبائی حکومت کے اندر اگر ان کو سنده سے مسئلہ ہے یا بلوچستان کی صوبائی حکومت سے تو مسئلہ نہیں ہونا چاہیے لیکن اگر مسئلہ ہے تو اس کا بڑا آسان سا فارمولہ ہے کہ بی سی ڈی اے، بلوچستان حکومت نے ایک اتحاری بنائی ہوئی ہے جس کا چیزیں by virtue of post investment کہتے ہیں کہ آپ آئیں اُس بی سی ڈی اے کے بورڈ میں بلوچستان گورنمنٹ ان کو نمائندگی اور اختیار دیں گی اور گورنگ بادی ہی سب سے highest forum ہے بی سی ڈی اے کا اس کے بعد چیف منسٹر یا کابینہ ہے تو اگر کوئی investment کرنا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے ان کے لئے۔ مزیداً اگر وہ اپنا ڈائریکٹر ڈالنا چاہتے ہیں مزیداً اپنے نمائندے ڈالنا چاہتے ہیں تو میں بلوچستان گورنمنٹ کی جانب سے میں تمام ہاؤس کی جانب سے تمام بلوچستانیوں کی جانب سے میں ان سے مودباہنہ گزارش کرتا ہوں کہ آئیے ہم investment کے خلاف نہیں ہیں لیکن جناب والا! اس سے ایک سازش کی باؤ آتی ہے اب آہستہ آہستہ اگر بقضہ کرنا چاہتے ہیں اقوام کی زمینوں پر جزاً پر یہ تو کسی قوم کو میرے خیال میں کسی صورت بھی قبول نہیں ہو گا یہ پاکستان ایک فیڈریشن ہے فیڈریشن کے اندر چار قویں ہیں اگر ہم اپنا

نقشہ، یکیں تو پاکستان کا جو ہمارے آئین میں بھی نقشہ اگر ہے تو وہ چار صوبوں اور فیٹا اور آزاد کشمیر پر مشتمل پاکستان ہے پاکستان کی territory صرف اسلام آباد نہیں ہے جو وہ ہر چیز اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہی کی دلکشی بات ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ اس سے قوموں کی دل آزاری ہوئی ہے اس سے روایات کی پامالی ہوئی ہے اور اس سے ہر بلوجستانی کا ہر پاکستانی کا دل دکھا ہو گا محبت وطن پاکستانی اور بلوجستانی کا۔ میں دونوں طرف سے گزارش کرتا ہوں میں چونکہ treasury benches سے ہوں اس وقت اور میری اپوزیشن کے دوستوں سے گزارش ہو گی آئیے مل کر کے ایک قرارداد لے آتے ہیں، اپنی زمینوں کو بچانے کے لئے اپنے صوبے کو بچانے کے لئے اپنے ملک پاکستان کو خوشحال کرنے کے لئے مزید اس میں گنجائش نہیں۔ کہ ہر دن آرڈیننس پاس ہوتے رہے اور قویں ایک دوسرے سے دور ہوتی رہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوئے، بڑی مہربانی جناب اپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔ ظہور بلیدی صاحب، تو اس میں میں نے نام کا کہا تھا نہیں میں نے سب سے کہا تھا نام بھجوادیں۔ ایک منٹ بلیدی صاحب جی بولیں اگر مختصر بولنا ہے۔

حاجی احمد نواز بلوج: جناب اپیکر! اس کے لئے میں نے بھی تحریک پیش کی تھی وہ پہنچ نہیں کہاں چلی گئی۔ بہر حال ملک صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں جیسے شاہ صاحب نے کہا کہ بلوجستان کے جزیروں یا سندھ کے جزیروں کو بالکل یہ ہمارے صوبے کی ملکیت ہیں ہزاروں سال پر محیط بلوجستان کی ایک تاریخ جس میں وہاں رہنے والے ہمارے مجھیمرے یا وہاں رہنے والے ہمارے وہ بھائی جنہوں نے ہزاروں سال ان جزیروں پر اپنی روزی روزی یا ان کی حفاظت کے لئے انہوں نے دن رات ایک کی ہے آج آرڈینس کے through ان کو جزیروں سے بے دخل کیا جا رہا ہے ان کی جو جنہوں نے آباؤ اجداد سے وہاں ان کے مسکن رہے ہیں جیسے زیرے بھائی نے کہا کہ وہاں جزیروں پر ہماری سمندری حیاتیات یا وہ حیوانات جو اس پر ان کی بریڈنگ ہوتی ہے یا ان کی وہاں جنگل اگتے ہیں یا ایسے قدرتی جزیرے اور نمودار ہوتے ہیں۔ تو اس پر بھی ہمارے ان لوگوں کی نظریں ہیں جو انہیں ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ آپ کی وہ رو لگنگ ہو یا اس ایوان کی مشترکہ قرارداد۔ ان سے کہیں کیونکہ یہ صوبے کی ملکیت ہیں اور اس پر ہم دورائے نہیں ہیں ہم دوست احتجاج بھی کرتے ہیں۔ اس پر ہم اسمبلی کے فرم پر بھی اور اسمبلی کے باہر بھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوج صاحب جی بلیدی صاحب! مختصر کریں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: مشترکہ قرارداد کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پانچ قراردادیں رہتی ہیں۔ جی بلیدی صاحب۔

وزیر ملکہ خزانہ: شکریہ جناب۔ آج جو زیر بحث قرارداد ہے اگر دیکھا جائے تو اس میں جزو بنتے ہیں ایک وہ آرڈیننس جو وفاقی حکومت نے جاری کیا ہے۔ دوسرا آیا اس آرڈیننس سے ہم ہمارا جائز یہ ہمارا صوبہ کتنا متراث ہو سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! جہاں تک آرڈیننس کی بات ہے جس میں فیڈرل گورنمنٹ یہ لے لی ہے۔ اور انہوں نے کوئی آرڈیننس ڈولپمنٹ اتحاری بنالی ہے۔ ایک تو چونکہ یہ اسمبلی mandate تھا۔ اور اسمبلی کو نیشنل اسمبلی اس پر قانون سازی کرنی چاہئے تھی۔ اور اس میں اس طرح کے آرڈیننس کو جہاں اس کے دُور رس نتائج حصہ ہوتے ہیں۔ اس طرح رات کے اندر ہیروں میں اس کو issue نہیں کرنا چاہئے تھا۔ دوسری بات جناب اسپیکر! پاکستان میں ہمارے جتنے بھی federal اور provincial territories ہیں define constitution نے وہ وہ autonomy ensure ہوئی ہے جس میں صوبہ اس کی 12 nautical miles سے آگے جو بھی صوبے کی jurisdiction ہے وہ اس کی governance اس کے باقی سارے معاملات اس کی ڈولپمنٹ اس صوبے کی آتی ہے۔ جناب اسپیکر! ایک چیز میں اسمبلی کے فلور پر اور سب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں جس طرح ہمارے ممبران صاحبان نے اپنے خدمات اپنے تحفظات اور باقی معاملات پر کھل کر اظہار کیا کہ آیا اس آرڈیننس سے ہمارا صوبہ کتنا متراث ہو رہا ہے کبھی کسی نے اس پر کوئی غور کیا؟ کوئی سرکاری ریکارڈ دیکھا کوئی معاملات ہوئے۔

(خاموشی۔ اذان عشاء)

وزیر ملکہ خزانہ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جہاں تک اس آرڈیننس سے ہمارے صوبے کا تعلق ہے تو اس پر بولنے سے پہلے چونکہ ایک ہماری اسمبلی کے جو ممبران ہیں ان کو ایک تحقیق کرنی چاہئے تھی کہ آیا ہم اس آرڈیننس سے کس طرح متراث ہو سکتے ہیں جناب اسپیکر! 17 جون 2017ء کو شاید گورنر بلوچستان نے ایک نوٹیفیکیشن کیا ہے جس میں فشریز ڈیپارٹمنٹ کے جواب میکٹ ہے اس میں ترا میم کی گئی تھیں۔ اس ایکٹ میں جب ترا میم آئیں اس میں کوئی 22 روز آف بنس ڈالے گئے جس میں 23 جس میں coastal tourism along with coastal laine and island ہے۔ اس کے بعد ایک اور اہم ڈولپمنٹ ہوئی ہے برازیل کے شہر captial راؤ جنازو وہاں 1992ء کو ایک کنوش

منعقد ہوئی اقوام متحده کی سرپرستی میں اس کنوشن کا نام convention of biological diversity ہے۔ جس میں فیصلہ ہوا کہ جوز میں کی جو wild life ہیں جو ہماری dying fishes ہیں ان کو کس طرح secure کیا جائے۔ کیونکہ دنیا صرف انسانوں کی نہیں ہے اس میں جتنے بھی باتات ہیں جتنے بھی جاندار ہیں اور جتنے بھی جانور ہیں سب اس دنیا کے جس طرح انسان اس کے وارث ہے وہ بھی دنیا میں آباد ہیں اور یہی پرسانس لیتے ہیں اور اسی طرح فیصلہ ہوا کہ 17 percent at least wild life کا وہ شیروہ دنیا میں ہوگا اسی طرح جو marine life ہے اس کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ 10% at least ہر اس کی سیکورٹی ضروری ہے جو اس کنوشن کے signatories ہوں گے تو پچھلی حکومت میں زیرے صاحب تھے 17 جون 2017ء کو ایک نویقیشن کیا جس میں ۔۔ وجود میں آیا جس میں astola island ہے جہاں نکوئی scuba diving ہو سکتی ہے جہاں نہ fishing ہو سکتی ہے جہاں نکوئی marine protected area ہے کوئی اس طرح کی sport ہو سکتی ہے جہاں جانوروں کو کوئی نقصان کوئی پہنچا سکتا تو اس کے تحت چونکہ کسی طرح astola island internationally signatures recognized ہے فیڈرل گورنمنٹ کو نہیں جا سکتا اگر کسی کو اس کے notification کی ضرورت ہے تو میں سیکرٹری اسمبلی صاحب سے اس کو دے دیتا ہوں وہ سب کو notification ہانتے ہیں تاکہ ہمارے ممبران کے knowledge میں آجائے دوسری بات رہی آرڈیننس کی۔ جس طرح ہمارے ایک رکن نے کہ جی ہماری حکومت بڑی خاموش ہے اس نے کچھ نہیں کہا اصولاً ہمارا کچھ نہیں گیا نہ ہمارا کوئی island گیا نہ ہمارا کوئی اور سلسہ گیا تو کوئی حکومت کی طرف سے اس طرح یہ try کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ وہ ہماری بھی protector تھی۔ دوسری بات جہاں تک اصول کی بات ہے کہ اس طرح کے بڑے فیصلے بند کروں میں نہیں ہوتے اور کسی صوبے کے آپ نے جزاً لینے ہیں اور اس صوبے کے لوگوں کو اعتماد میں لیں پیش کی intention جس طرح کی بھی ہو اور آپ نے صوبے کی capacity یا صوبے کی جو قوت ہے اس کو آپ نے undermine کیا کہ وہ نہیں کر سکتا میں کروں گا یعنی غلط ہے اس کی ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس قرارداد کے ذریعے میں اسمبلی کے ممبران کو پیش کو white side department notification حاصل کر سکتے ہیں

ہمارا اس سے کچھ نہیں جا رہا۔ Thank you very much

جناب ڈپٹی اسمبلیکر: شکریہ بلیدی صاحب آیا قرارداد نمبر 78 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

جی حمل صاحب۔

میر حمل کلمتی: قرارداد نمبر 92 جو پورا بلوچستان سے وابستہ ہے میں ان صاحبان سے آپ کے تو سطح پر permission چاہتا ہوں اس کو پہلے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے تین چار رہتے ہیں ایک ہی ساتھ کرتے ہیں۔

میر حمل کلمتی: یہ بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ میرے خیال سے جائیں گے پھر۔

میر حمل کلمتی: یہ بہت ضروری ہے پورے بلوچستان سے وابستہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مگر آپ لوگوں سے جتنی جلدی ہو سکے کیونکہ ابھی تک چار پانچ قراردادیں رہتی ہیں۔ تقاریر تھوڑی مختصر کریں۔ جی جناب اصغر اچکزی صاحب اور محترمہ شاہینہ کا کثر، ارکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ شاہینہ کا کثر: گزشتہ روز صوبہ خیر پختونخواہ کے دارالحکومت پشاور کے ایک مدرسہ جامعہ زیریہ میں بم دھماکہ کا واقعہ پیش آیا۔ دہشت گردی کے اس افسوسناک اور انہائی قابل ندمت واقعہ میں کئی علمائے کرام اور طلبہ شہید ہوئے جبکہ 100 سے زائد علمائے کرام اور طلباء رحمی ہوئے۔ دہشتگردی کے اس واقعہ نے ہر انسان کو غم زدہ کیا۔ چونکہ ہماری جماعت خود بھی دہشتگردوں اور انہیاء پسندوں کے نشانہ پر رہی ہے اور ہمارے مرکزی قائدین اور راہنماؤں اس وقت ہزاروں کارکنان ان واقعات میں شہید ہو چکے ہیں۔ اس واقعہ سے اس خدشے کو بھی تقویت مل رہی ہے کہ ملک میں ایک بار پھر دہشتگردی اور پرتشدد واقعات کی ایک نئی لہر جنم لے رہی ہے۔ جو ہم سب کی بروقت توجہ چاہتی ہے۔ لہذا یہ ایوان پشاور مدرسے میں ہونے والے دہشتگردانہ حملے کی شدید الفاظ میں ندمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس طرح کے واقعات کی روک خام کے لیے موثر اقدامات کرے تاکہ قیمتی انسانی جانوں کا خیاع نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب اصغر خان اچکزی: یقیناً جناب اسپیکر! بدستمی سے ہم پچھلے کئی عشروں سے دہشتگردی کے شکار ملک میں شمار ہوتے ہیں۔ یہاں کے عوام اور خصوصاً پھر ملک کے اندر جس طریقے سے پختونخوا اور بلوچستان دہشتگردوں کے نشانے پر ہیں، بحیثیت پارٹی تو میرے خیال میں ہماری پارٹی کے کم و بیش بہت کم پارٹی قیادت سے لے کر پارٹی ورکرز تک ہمارے ساتھی نجع گئے ہوں گے، جو اس درد اور اس تکلیف سے گزرے نہ ہوں۔ اور

جناب اسپیکر! ہشٹگر دی کی پیٹ میں اس وقت ہم سب ہیں۔ ہم اس کو اس ملک کی ناکام خارجہ و داخلہ پالیسی سمجھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہم لوگ جب شروع ہی دن سے 70ء کے عشرے میں افغانستان میں ایک تبدیلی آئی اس تبدیلی کو جس طریقے سے ہم نے غلط طریقے سے own کیا اور اس میں غیر ضروری اور بے جادا غلط ہوئے تو اس کا نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں یقیناً نہ صرف اس دہشت گردی کی وجہ سے ہم یہاں جل بھی گئے، ہم یہاں اپنے علاقے سے علاقہ بدر بھی ہوئے۔ ہم یہاں ہم نے بڑے سے بڑے اکابرین کو کھو بھی بیٹھے۔ بڑے سے بڑے علمائے کرام کو کھو بھی بیٹھے۔ بڑے سے بڑے سرداروں اور نوابوں کو، سیاسی و درکرزوں، وکلاء کو یعنی غرض کوئی بھی طبقہ ہمارے ہاں اس طرح کا نہیں بچا جو اس ناؤں سے جو اس مصیبت سے جو اس تکلیف درد سے گزرانہ ہو جناب اسپیکر! خاص کر اس واقعہ کی مناسبت سے میں بات کرنا چاہتا ہوں اس مرے کے معتمد خود یہ فرماتے ہیں کہ 3 دن پہلے پشتو نخواہ کی حکومت کی طرف سے ہمیں اطلاع ملی کہ یہاں ہشٹگر دی کا واقعہ ہو سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پھر ہم نے ان سے کہا کہ اس کے لیے ہمیں کوئی proper security فراہم کی جائے۔ اور ساتھ ہی جناب اسپیکر! میں یہ کہوں کہ پی ڈی ایم کے جلسوں کا اعلان صرف اور صرف بلوچستان اور پشتو نخواہ کے لیے نہیں ہوا تھا پی ڈی ایم کے تقریباً کم و پیش 12 سے 16 جلسوں کا اعلان پورے ملک کی سطح پر ہوا۔ اور اس کے تحت گوجرانوالہ میں اس کے تحت کراچی میں بڑے پر امن طریقے سے یہ جلسے منعقد بھی ہوئے۔

جناب اسپیکر! ہمارے اداروں ہماری فورسز کے علاوہ۔

حاجی نور محمد وزیر (وزیر پی انج ای): جناب اسپیکر! کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ کورم پورا نہیں ہو سکا۔ اب میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the power conferred on me by Article 109(b) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Justice (Retired) Amanullah Khan Yasinzai, Governor of Balochistan, hereby order that on conclusion of business the session of Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday the 29th October, 2020.

29 اگرہر 2020ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

58

اب آسمبلی کا اجلاس غیرمعینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 جگہ 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

